بچوں کے لیے جیلانی بانو کی دو کہانیاں

مصور: ششی شیتیے

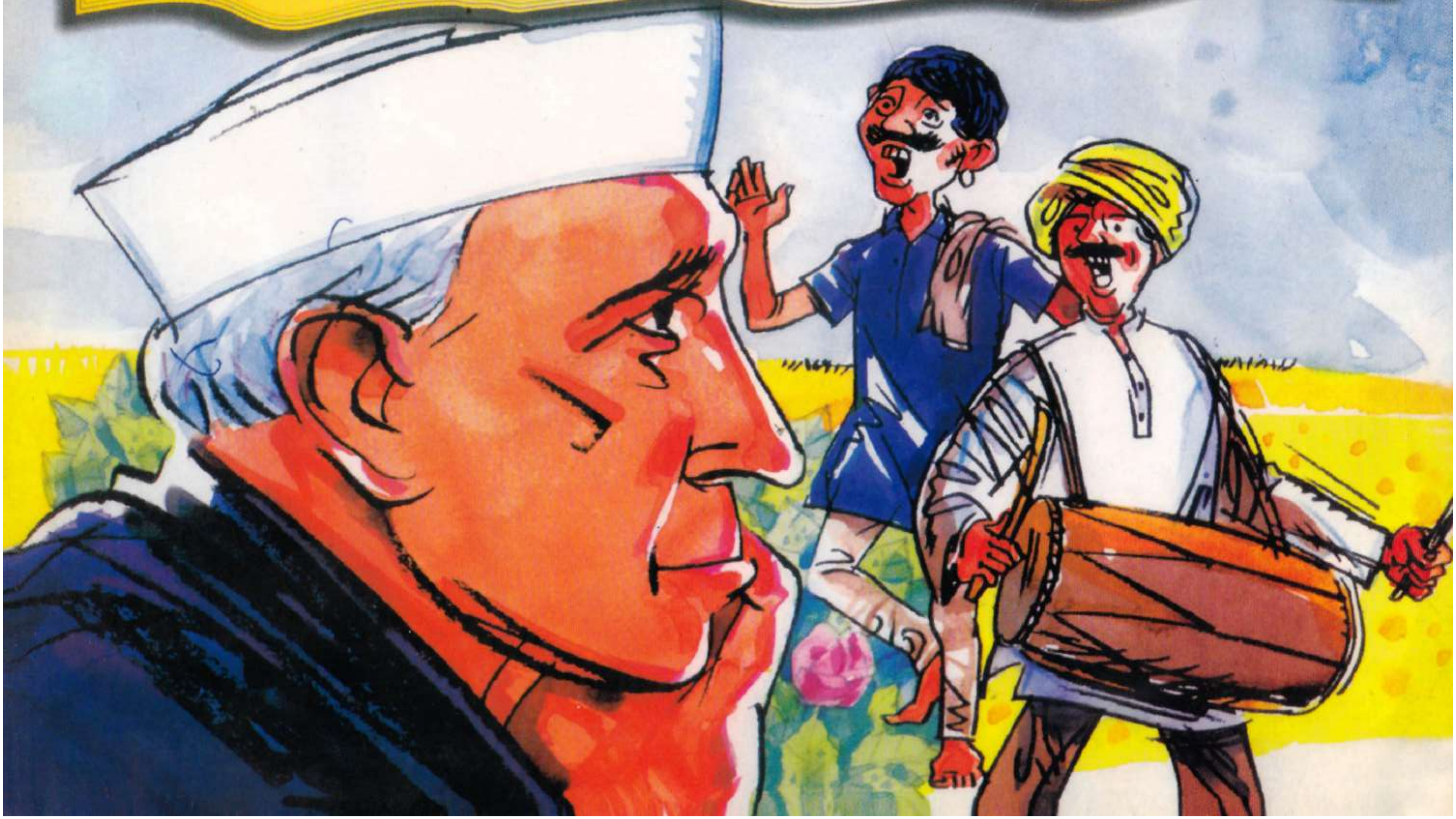

ISBN 978-81-237-5163-4

پہلا این بی ٹی ایڈیشن: 2007 (ساکا 1929)

دوسری طباعت: 2013 (ساکا 1934)

اصل، اردو

©جیلانی بانو

Bachchon Ki Do Kahaniyan (Urdu)

قیمت: 45.00

ناشر: ڈائریکٹر، نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا
5، نہرو بھون، انسٹی ٹیوشنل ایریا، فیس-II،
وسنت کنج، نئی دہلی ۔ 110070

مسکراتا گلاب

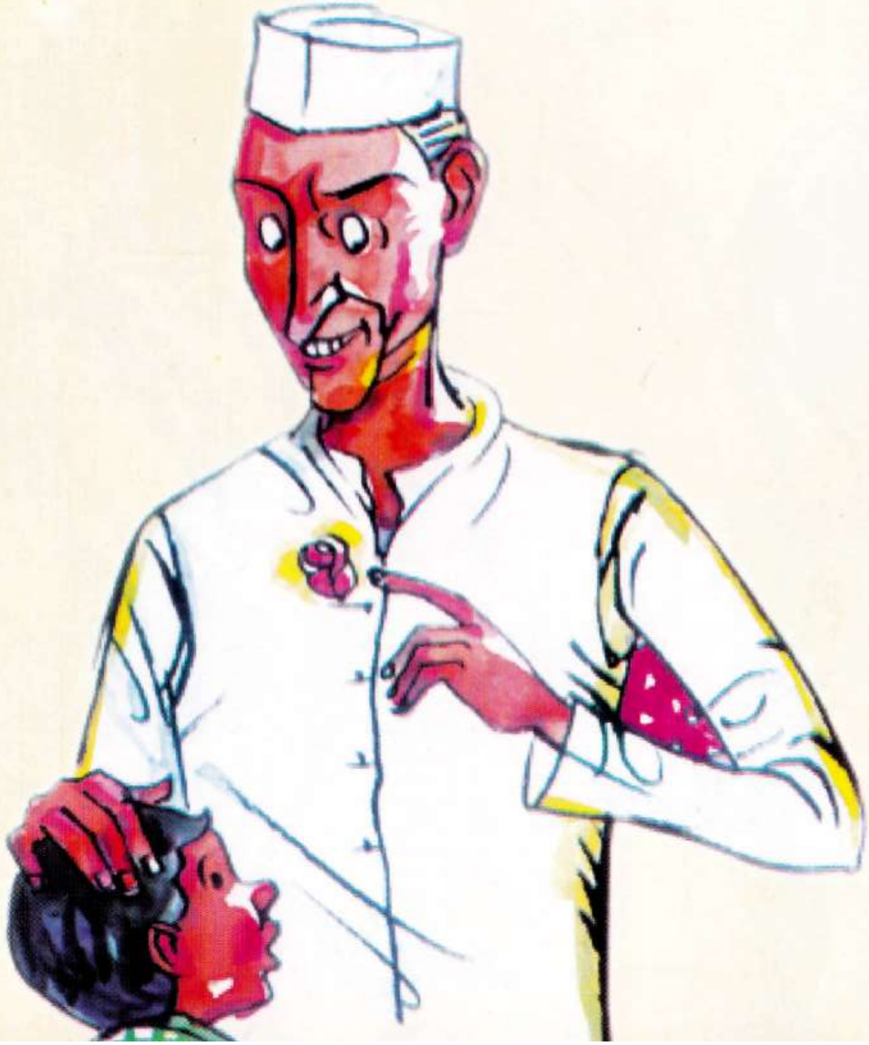

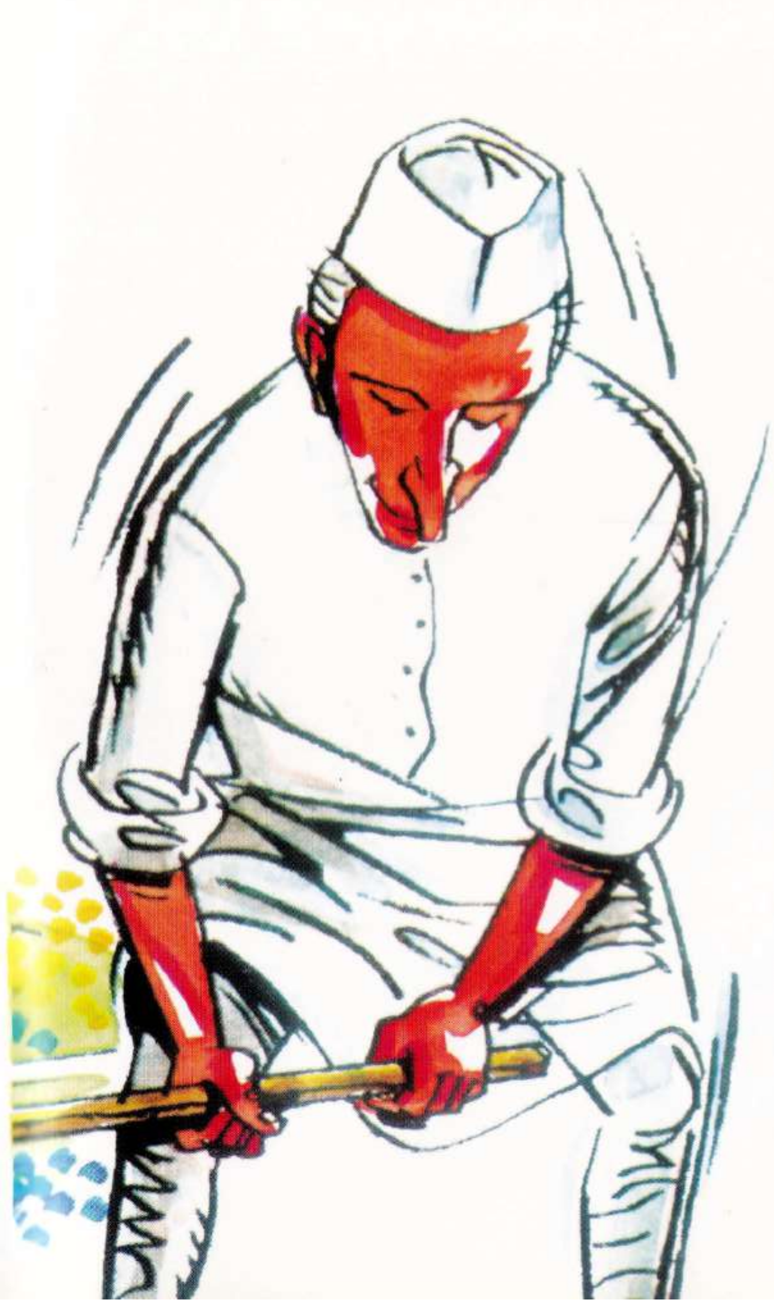

سب بچوں کی طرح مجھے بھی تصویریں جمع کرنے کا بڑا شوق تھا— پھولوں کی۔ جانوروں کی۔ فلم اسٹاروں کی۔ بہن۔ بھائیوں کی تصویریں بھی تھیں۔

مگر مجھے نہرو چاچا کی تصویریں بہت پسند تھیں۔ جب بھی کسی اخبار میں ان کا فوٹو آتا تو میں قینچی سے کاٹ کر اپنے بیگ میں رکھ لیتی تھی۔ میں نے پینسل اور رنگین برش سے خود بھی نہرو چاچا کی بہت تصویریں بنائی تھیں۔

مگر ایک فوٹو کو دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوتا تھا۔ اس فوٹو میں نہرو چاچا ہاتھ میں کدال لیے زمین کھود رہے تھے۔ یہ مزدوروں کا کام نہرو چاچا کیوں کر رہے تھے—؟ انہیں اتنی جلدی کیوں یہ کام کرنا تھا کہ مزدوروں کو بلانے کا انتظار بھی نہیں کیا—؟

میں نے ایک چھوٹی سی کتاب میں چاچا نہرو کی کہانی پڑھی تھی۔ وہ ''آنند بھون'' کے راج کمار تھے۔ ایک مشہور لیڈر کے اکلوتے بیٹے۔ پھر انہوں نے اتنے اچھے کام کئے۔ اتنی مصیبتیں اٹھائیں کہ وہ سب کے لیڈر بن گئے۔ اور پھر بھارت کے وزیر اعظم تھے۔

مگر وہ ہاتھ میں کدال لیے زمین کیوں کھود رہے تھے— میں بار بار یہ بات سوچتی تھی۔ ہم سب بچے انہیں چاچا نہرو کہتے تھے۔ ان کی

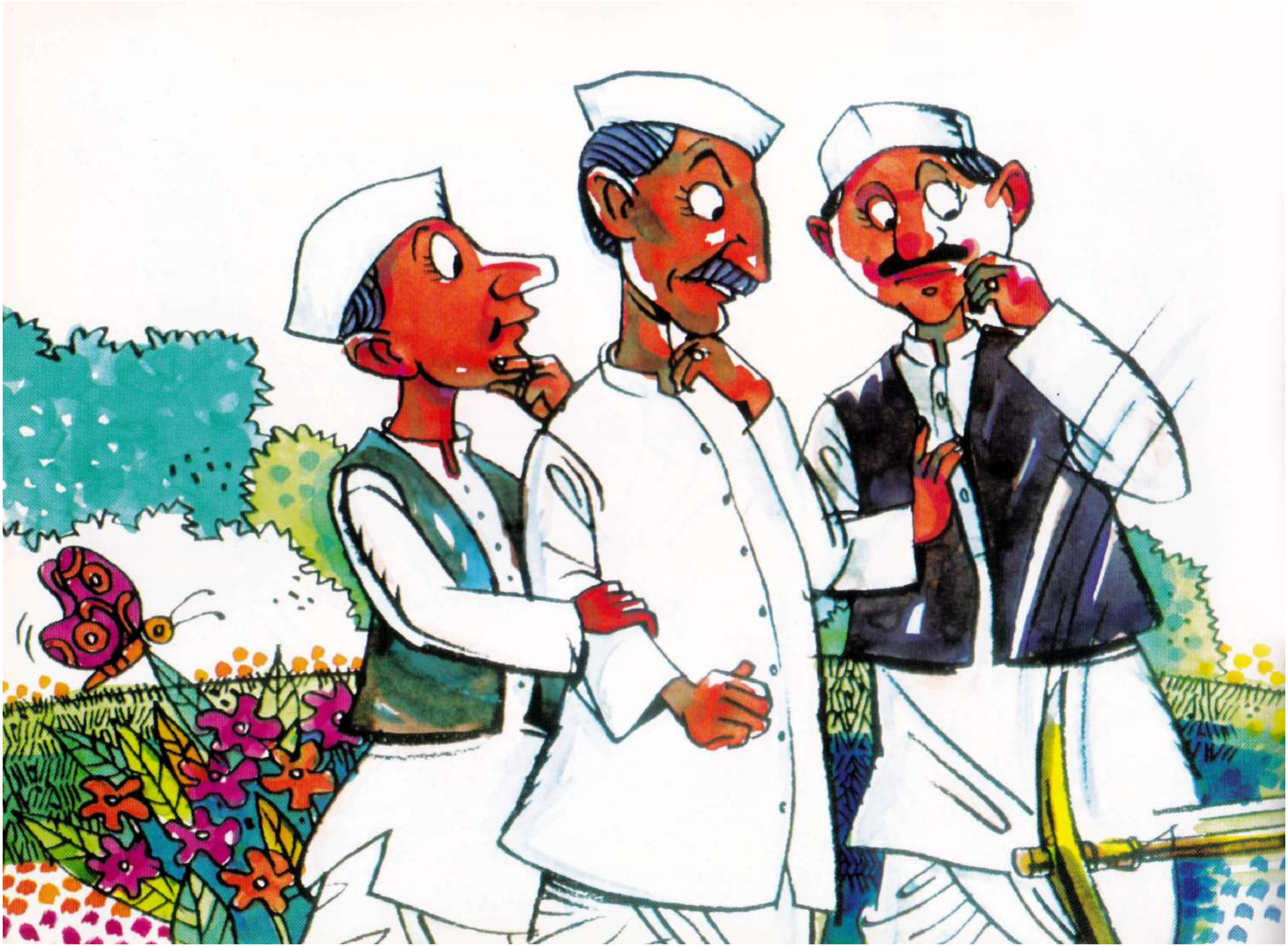

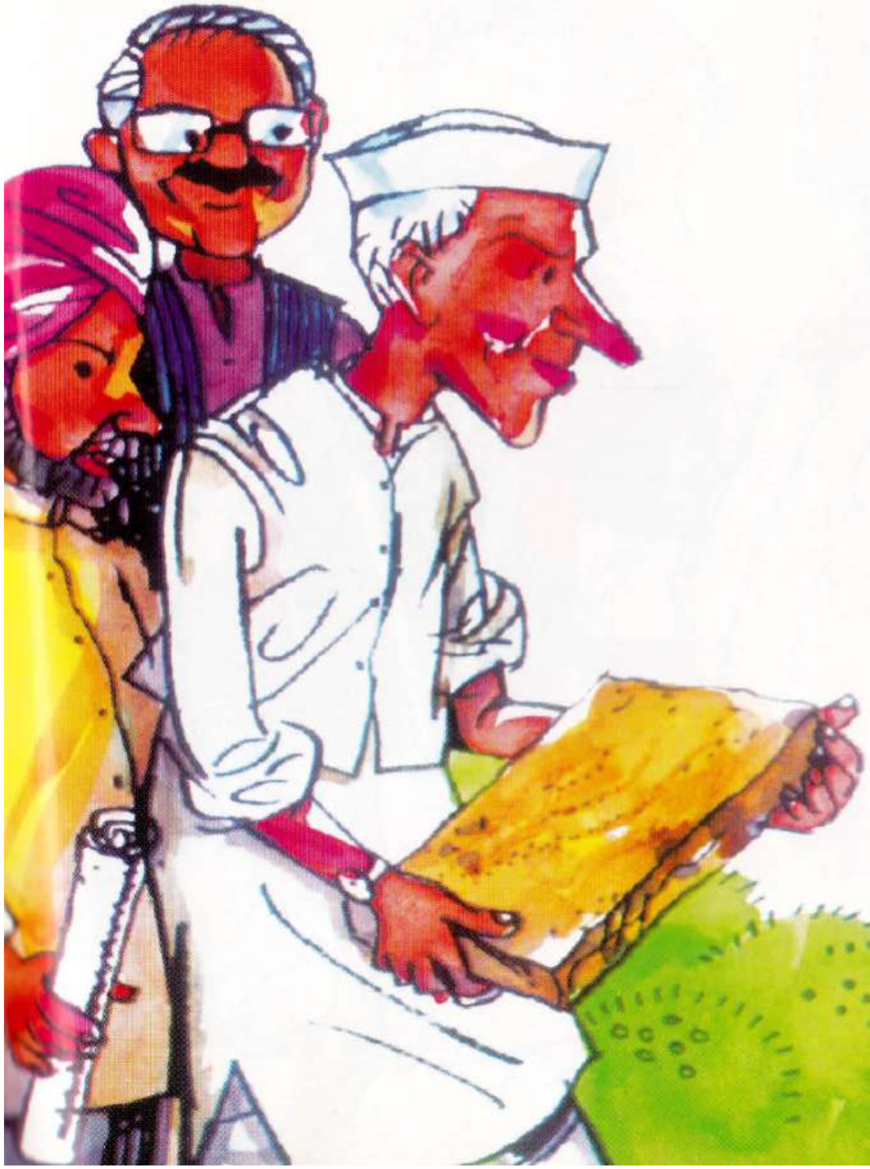

باتیں بڑے شوق سے سنتے تھے اور اسکول کے سب بچے ایک ساتھ چلاّ کر کہتے تھے۔ ''نہرو چاچا پیارے ہیں۔ چاچا نہرو زندہ باد۔''

پھر میں نے اخبار میں چاچا نہرو کی ایک اور فوٹو دیکھی۔
وہ کسی بہت بڑے ڈیم کا پہلا پتھر اٹھا کر رکھ رہے تھے۔
میں حیران ہو کر سوچنے لگی۔ یہ نہرو چاچا کو کیا ہو گیا ہے—
وہ مزدوروں کی طرح اتنی محنت کے کام کیوں کر رہے ہیں—؟
اتنے وزنی پتھر اٹھا کر وہ کوئی بڑی بلڈنگ بنا دیں گے—؟
وہ ہر کام خود کیوں کرنا چاہتے ہیں—؟

ہمارے ابّا کہتے تھے کے نہرو رات آفس میں مصروف رہتے تھے۔ دنیا بھر میں لڑائی جھگڑوں کو روکنے کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔ سارے ملک میں شانتی کے دیپ

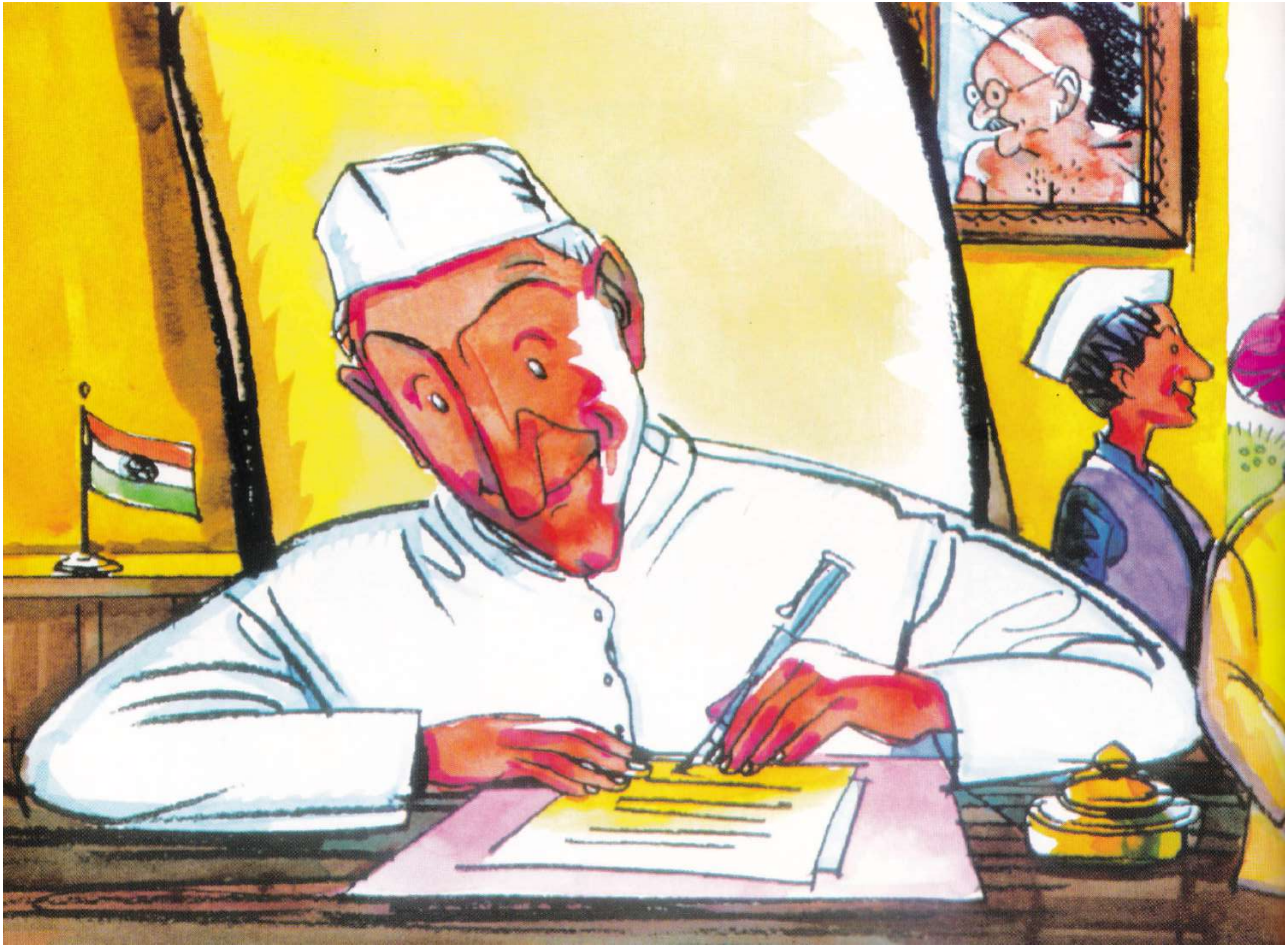

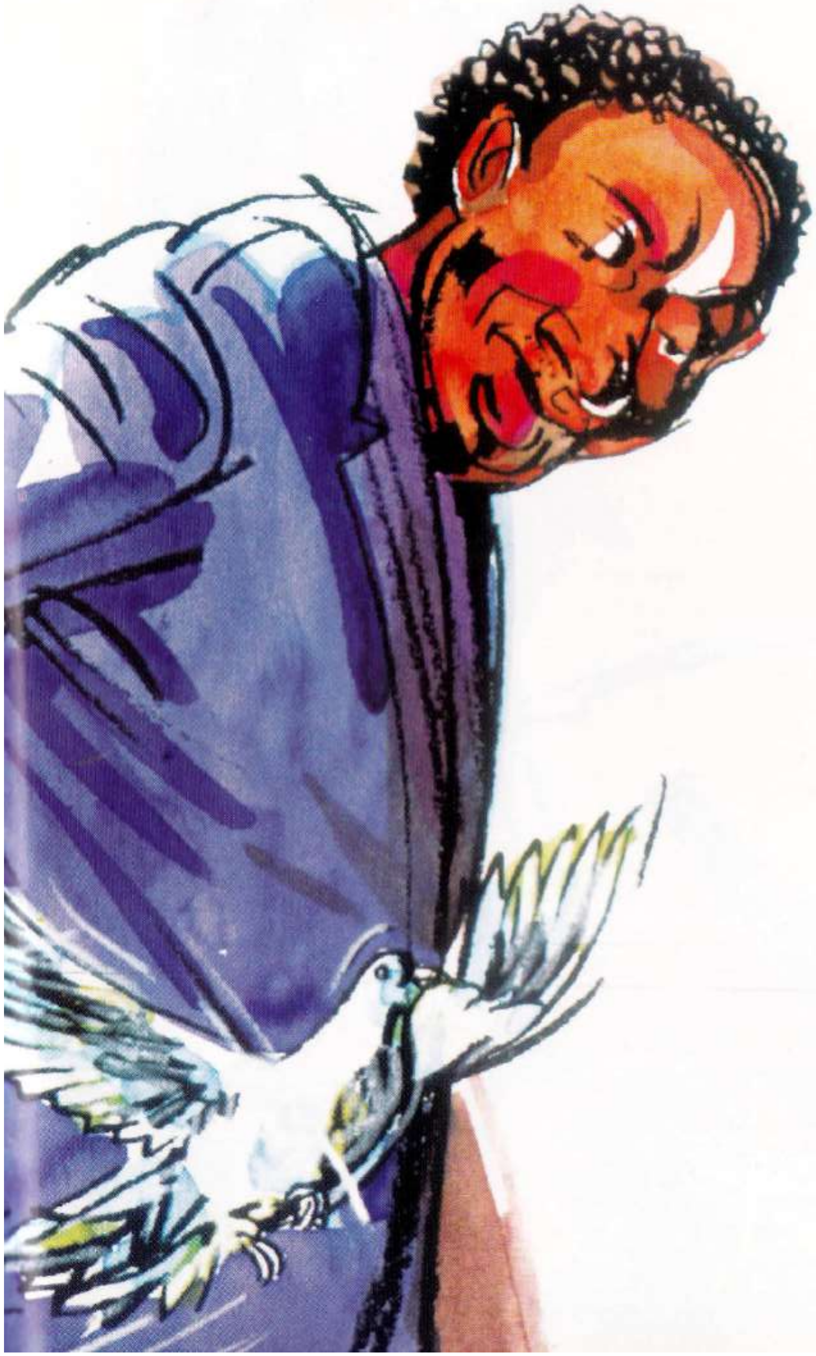

جلاتے ہیں۔ سب کو مل جل کر ساتھ ساتھ رہنے کے لیے کہتے ہیں۔

پھر میں سمجھ گئی کہ وہ چپکے چپکے کوئی نئی چیز بنا رہے ہیں—

جیسے میرے دوست گڈّو نے گڑیا کا گھر بنایا تھا— ایک دن نہرو چاچا بھی ایک نیا گھر بنا کر سب کو حیران کر دیں گے۔ پھر لوگ سوچیں گے کہ پنڈت نہرو تو سارا دن آفس میں بیٹھتے ہیں۔ یا آپس میں لڑنے جھگڑنے والوں کے پاس بیچ بچاؤ کرنے چلے جاتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ گھر کیسے بنا لیا— ؟

تب میں سب سے کہوں گی مجھے یہ بات پہلے سے معلوم تھی۔

اب میں اخبار میں چاچا نہرو کی یہ تصویر بہت غور سے دیکھتی تھی۔

ایک دن اخبار میں نہرو چاچا کی ایک تصویر آئی۔ وہ ہاتھ میں بانسری لئے گاؤں والوں کے ساتھ ناچ رہے تھے—

ارے— اب وہ کھیل کود میں پڑ گئے— میں نے دل میں سوچا۔ اب

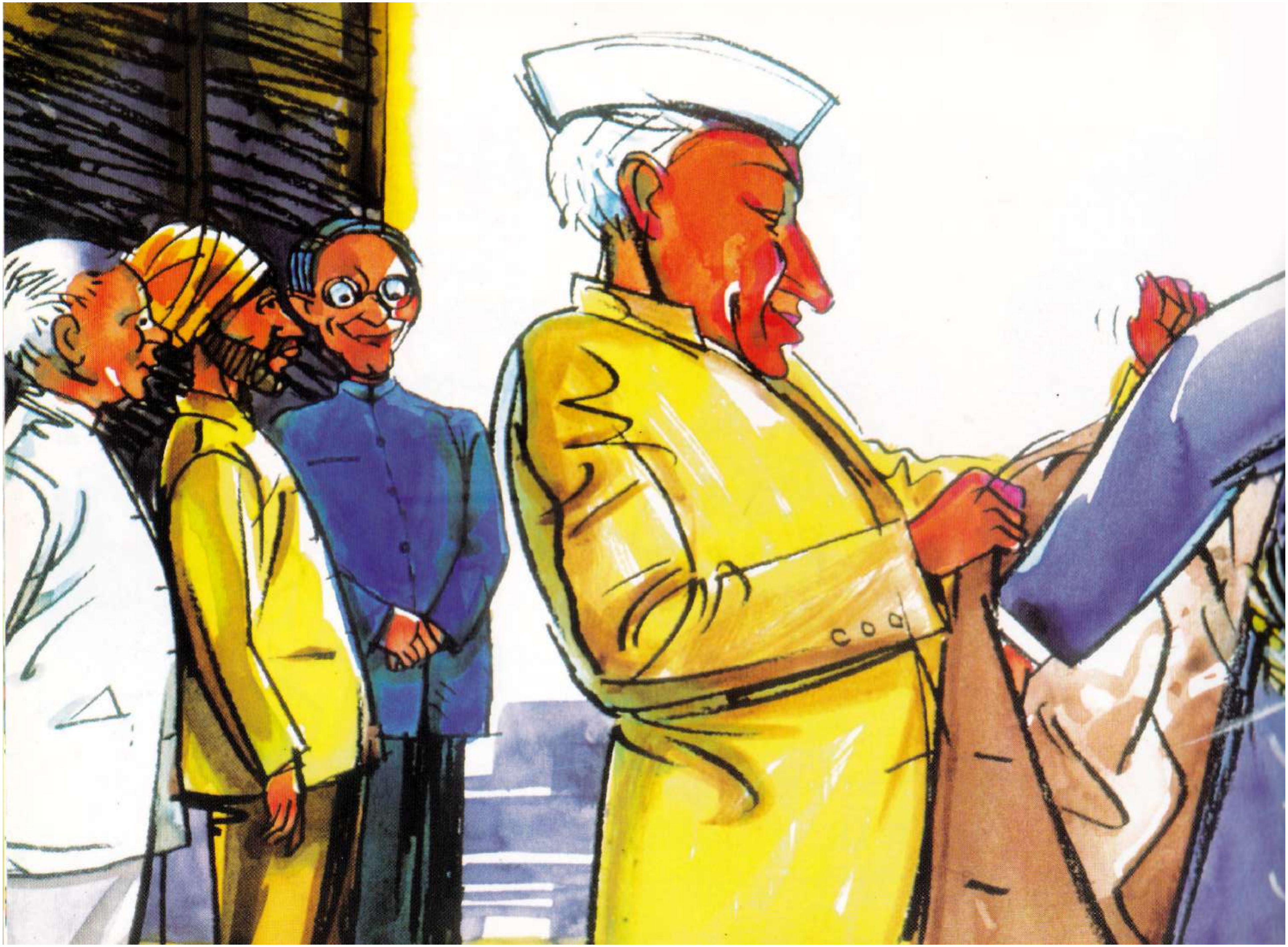

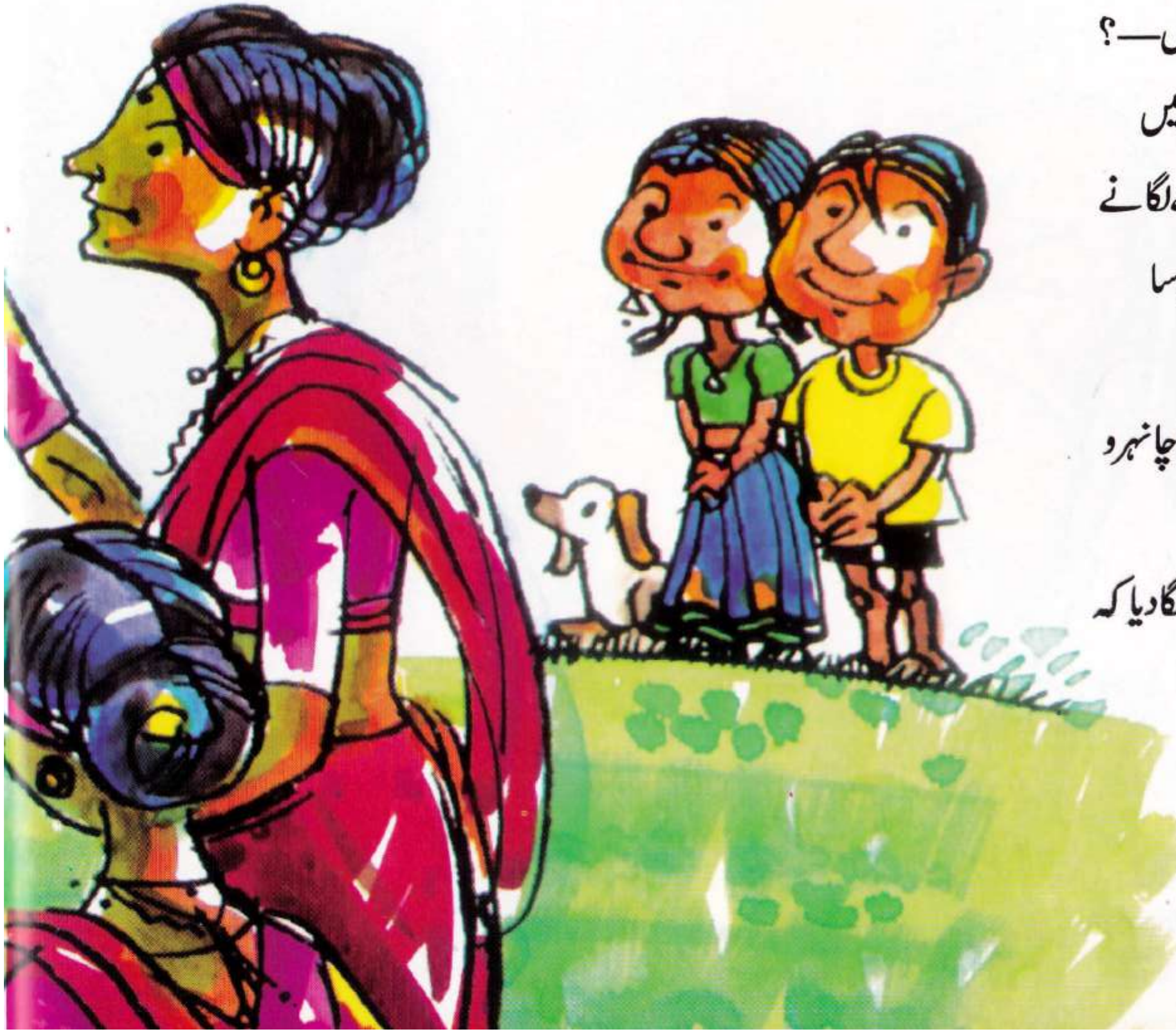

سارے کام تو ادھورے رہ جائیں گے —

وہ بانسری بجا کر کون سا گیت سنا رہے تھے —؟ پھر ایک اخبار میں چاچا نہرو کی ایک تصویر آئی۔ وہ زمین جھکے ایک ننھا سا پودا لگا رہے تھے — وہ کون سا پیڑ ہے —؟ اس میں پھول لگیں گے یا پھل —؟

مجھے دن رات یہی فکر رہتی ہم سب بہن بھائی آپس میں باتیں کرتے کہ نہرو چاچا اتنی محنت کیوں کرتے ہیں پیڑ پودے لگانے کے لیے کسی کی مدد نہیں لیتے۔ جانے وہ اپنے ہاتھوں سے کون سا پھول کھلانے والے ہیں —؟

بہت دنوں تک میں نے انتظار کیا اور پھر میں نے چاچا نہرو کو ایک خط لکھا۔

سب بہن بھائیوں کو میں نے بتایا۔ خط بند کر کے گوند لگا دیا کہ

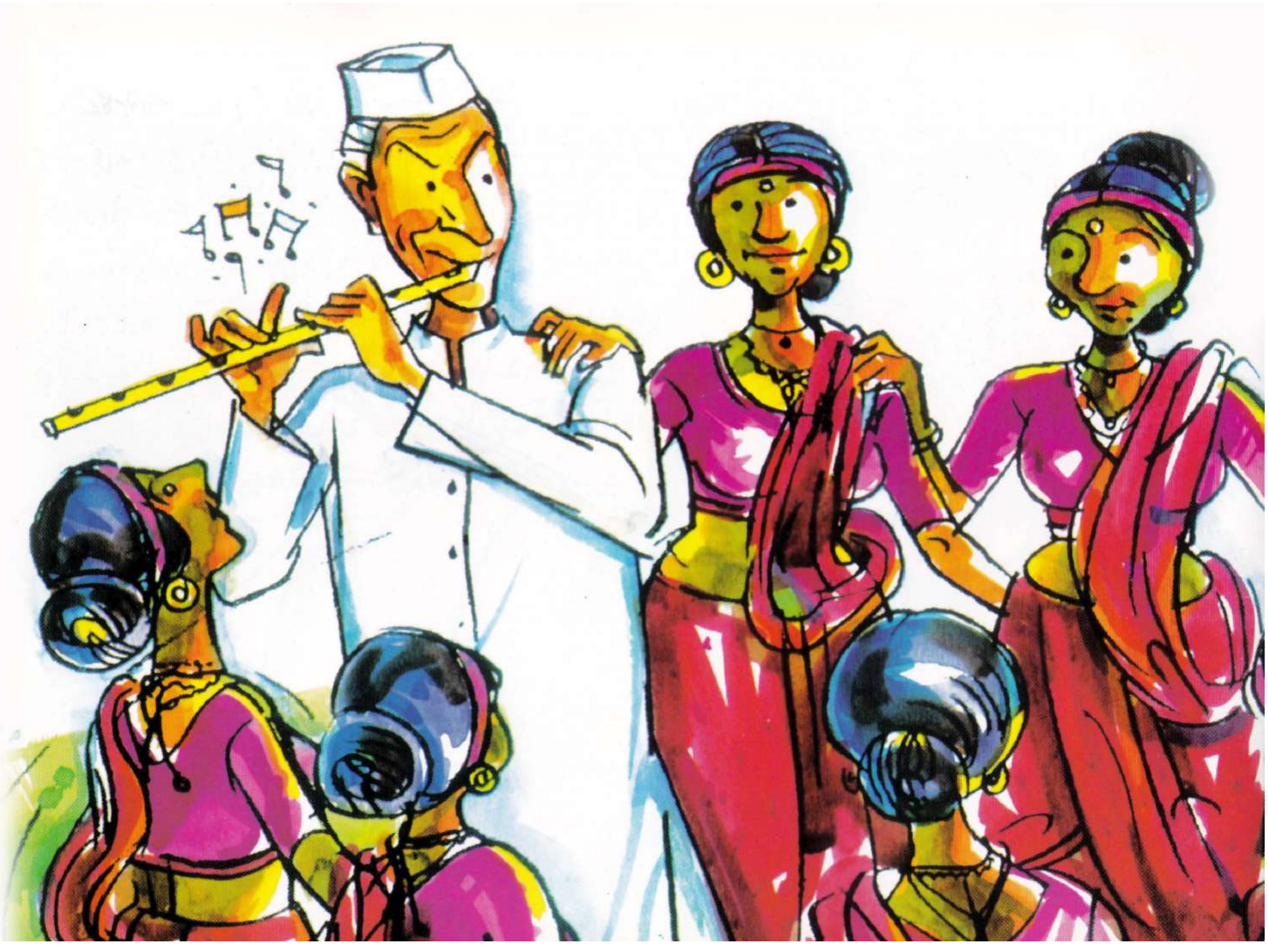

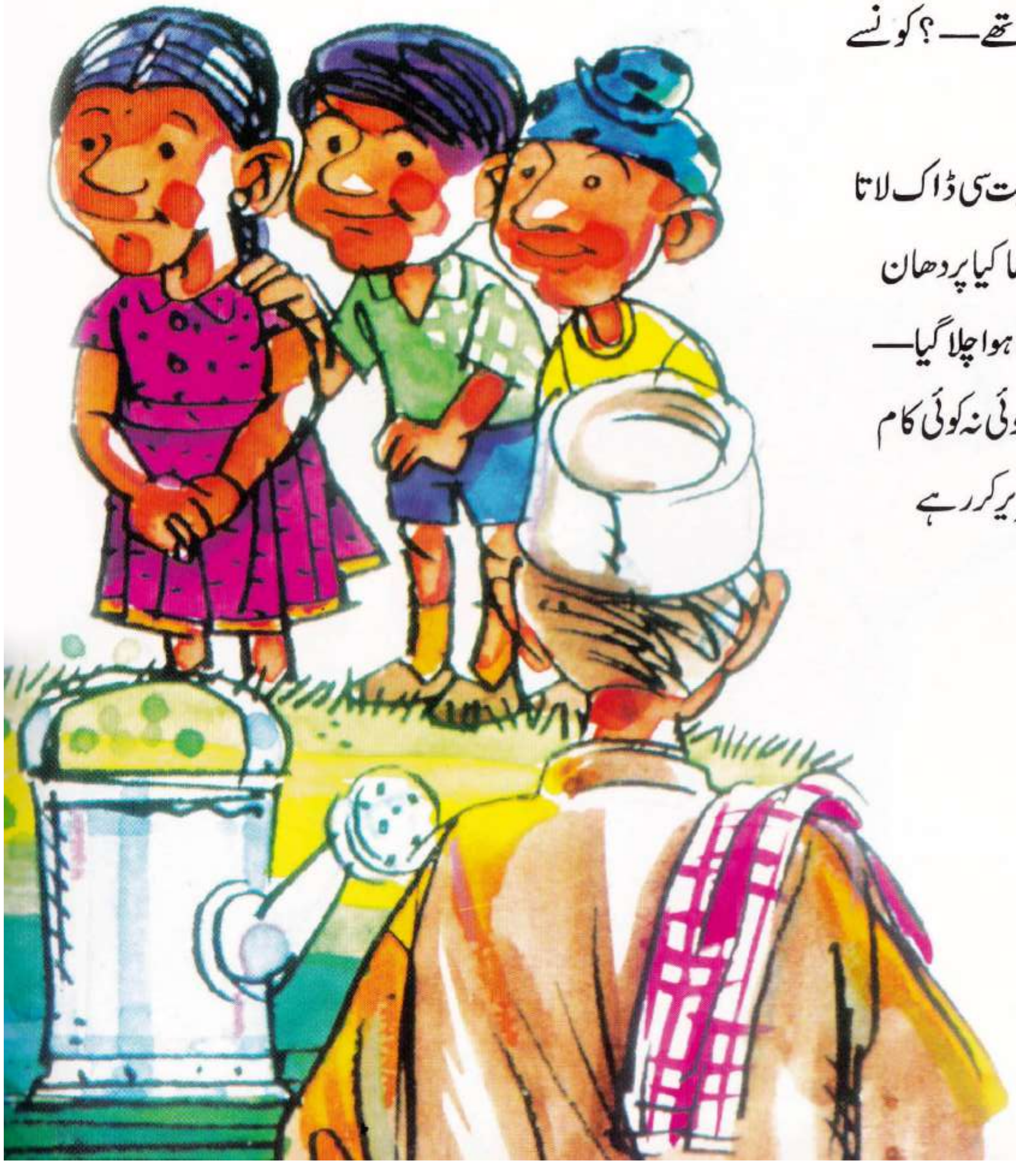

کوئی نہ پڑھ سکے۔ اس خط میں چاچا نہرو کو میں نے لکھا تھا کہ میں ان کا راز جان گئی ہوں۔ اس لیے وہ مجھے خط لکھ کر بتا دیں کہ وہ زمین کیوں کھود رہے تھے —؟ کونسے پودے لگا رہے تھے —؟

پھر میں سارا دن پوسٹ مین کا انتظار کرتی تھی۔ وہ روز اتنی بہت سی ڈاک لاتا تھا مگر چاچا نہرو کا خط نہیں آتا۔ ایک دن میں نے پوسٹ مین سے پوچھا کیا پردھان منتری نے مجھے کوئی خط بھیجا ہے —؟ وہ جواب دینے کے بجائے ہنستا ہوا چلا گیا —

اب تو نہرو چاچا کی اخباروں میں جتنی تصویریں آتی تھیں وہ کوئی نہ کوئی کام کرتے نظر آتے تھے وہی بے کار کے کام — لیکن ڈائس پر کھڑے تقریر کر رہے

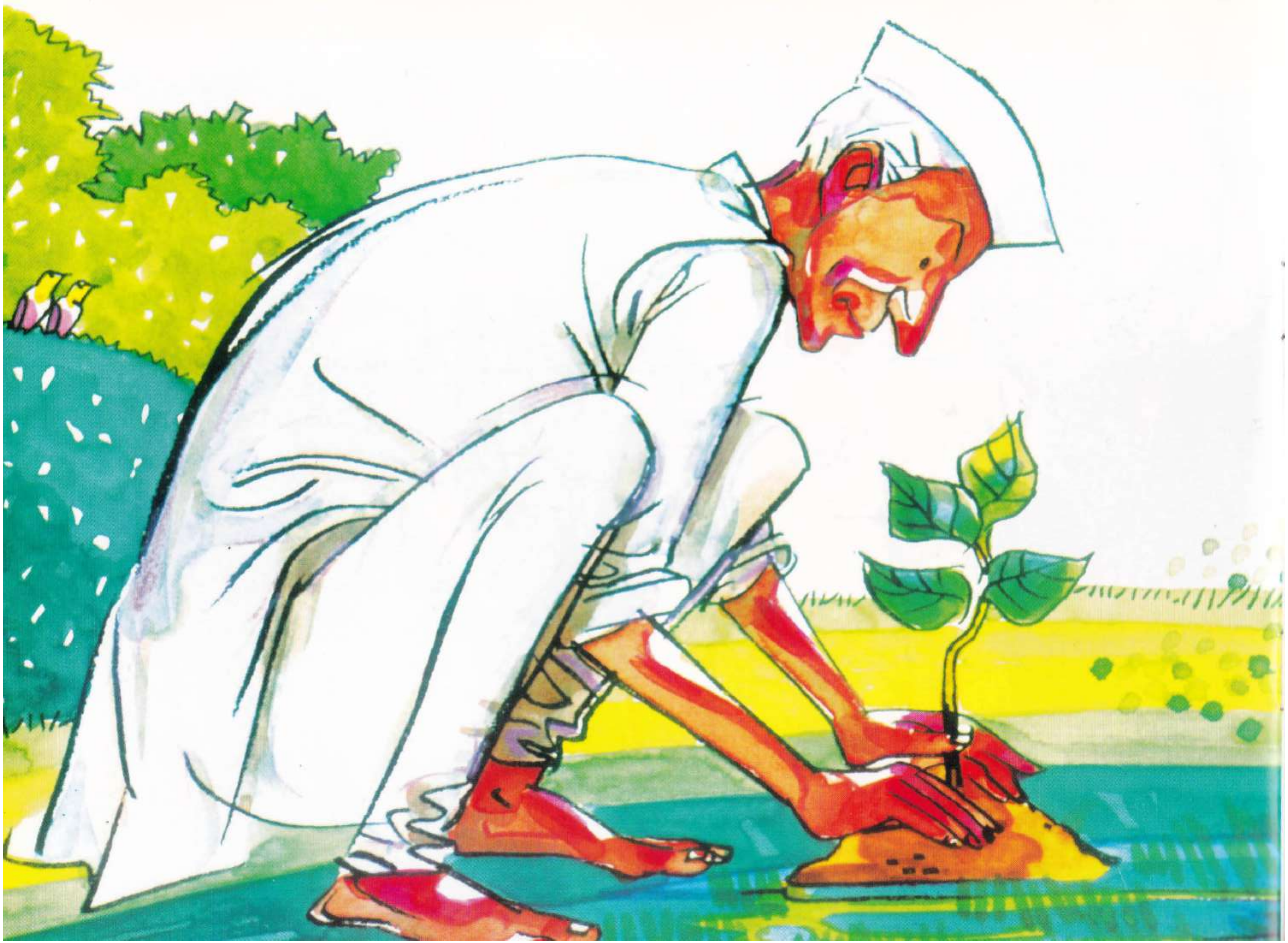

ہیں — کسی سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔ اپنے کسی ساتھی کے کاندھے پر ہاتھ رکھے اسے کچھ سمجھا رہے ہیں۔

میں بیزار ہو کر سوچتی کہ وہ اپنا کام کیوں نہیں کرتے۔ اتنی مصروفیت میں بھول تو نہیں گئے کہ انھوں نے اتنی سخت زمین کو کھودا تھا ایک پودا لگانے کے لیے۔

ایک شام کو۔۔۔۔۔۔۔!

میں ٹیچر سے پڑھ رہی تھی۔ ابا اپنے دوست شنکر چاچا سے باتیں کر رہے تھے۔ شنکر چاچا ابا سے کہہ رہے تھے۔

”لیکن پنڈت نہرو کو تو اس وقت بہت ضروری کام کرنا ہے۔“ میں نے کتاب بند کی اور شنکر چاچا کو سلام کر کے پوچھا۔

چاچا جی۔ نہرو چاچا کا سب سے اہم کام کیا ہے —؟ آج کل وہ کیا کر رہے ہیں —؟

شنکر چاچا نے بڑے غور سے مجھے دیکھا اور پھر محبت سے میرے سر پر ہاتھ رکھ کہا۔

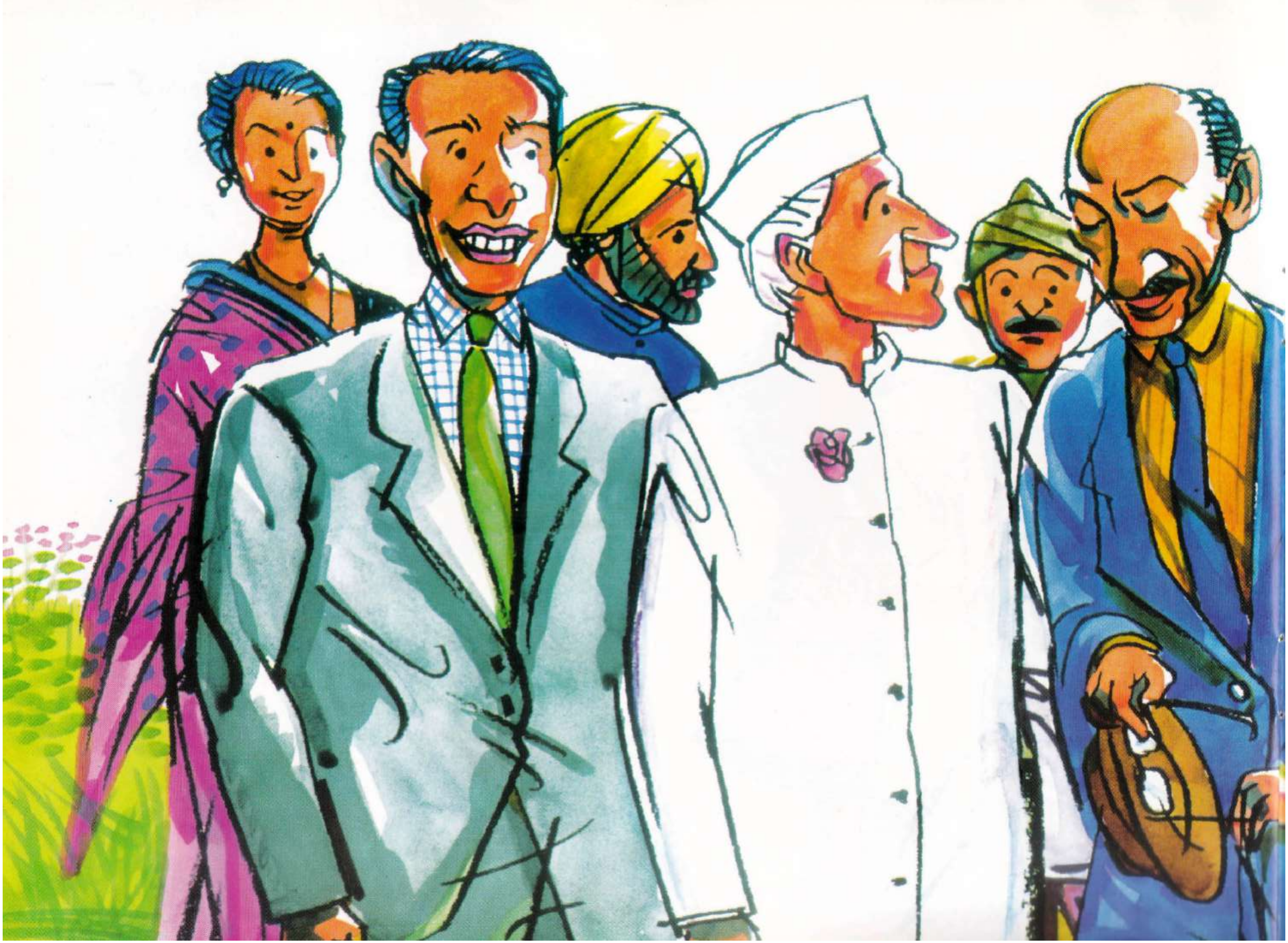

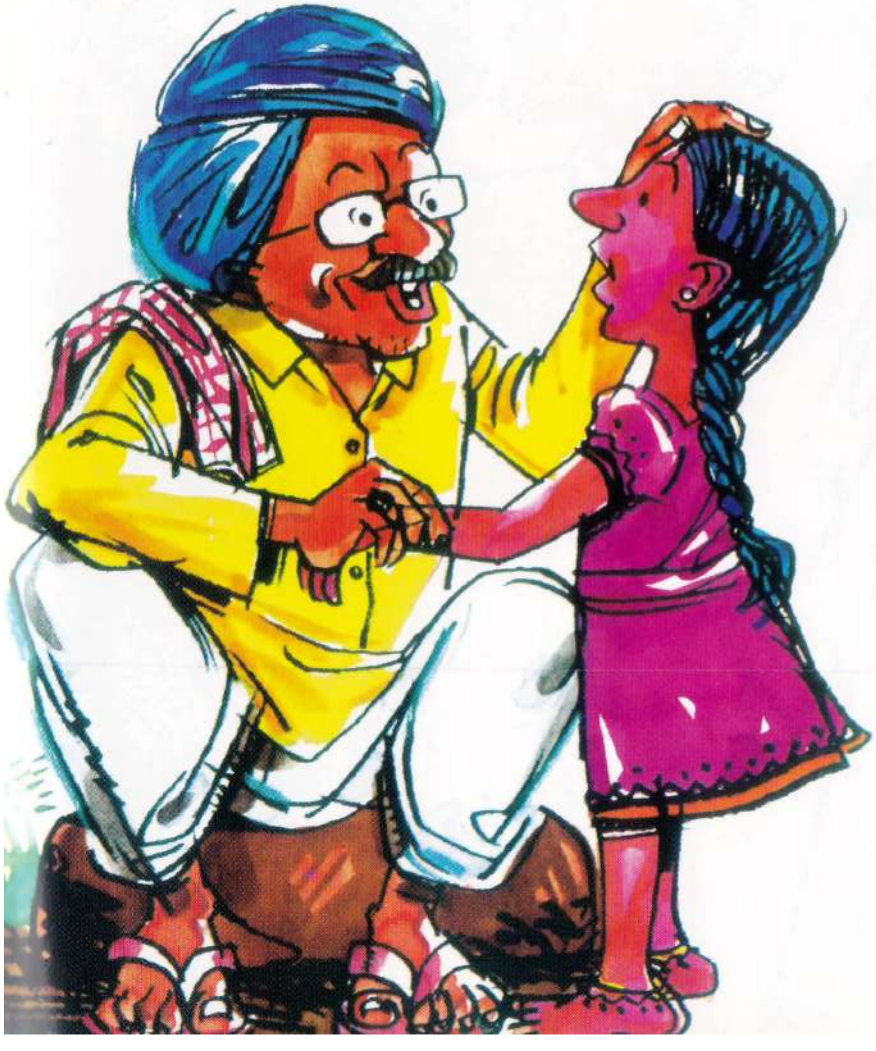

''منّی رانی۔ وہ آج کل تمہارے لیے نیا ہندوستان بنا رہے ہیں—''

میرے لیے؟ میں خوشی سے اچھل پڑی— سوچنے لگی کہ نیا ہندوستان کیسا ہوگا—؟ میں اسے کب دیکھوں گی—؟ کیا نہرو چاچا کو میرا خط مل گیا—؟

اچھا تو وہ اس لیے زمین کھود رہے تھے؟ پودے لگا رہے تھے—؟

میری بات سن کر شنکر چاچا ہنس پڑے اور ابّا نے انہیں بتایا کہ میں نہرو چاچا کو بہت چاہتی ہوں ہر وقت ان کی باتیں کرتی ہوں—

پھر انہوں نے مجھے وہاں سے بھگا دیا کہ ضروری باتیں کر رہے ہیں۔ اب تم جاؤ۔

اس دن خوشی کے مارے میں پڑھنا بھول گئی چاچا نہرو نیا ہندوستان بنا رہے ہیں۔

جانے نیا ہندوستان کیسا ہوگا—؟ وہ ہندوستان نہرو چاچا میرے لیے بنا رہے

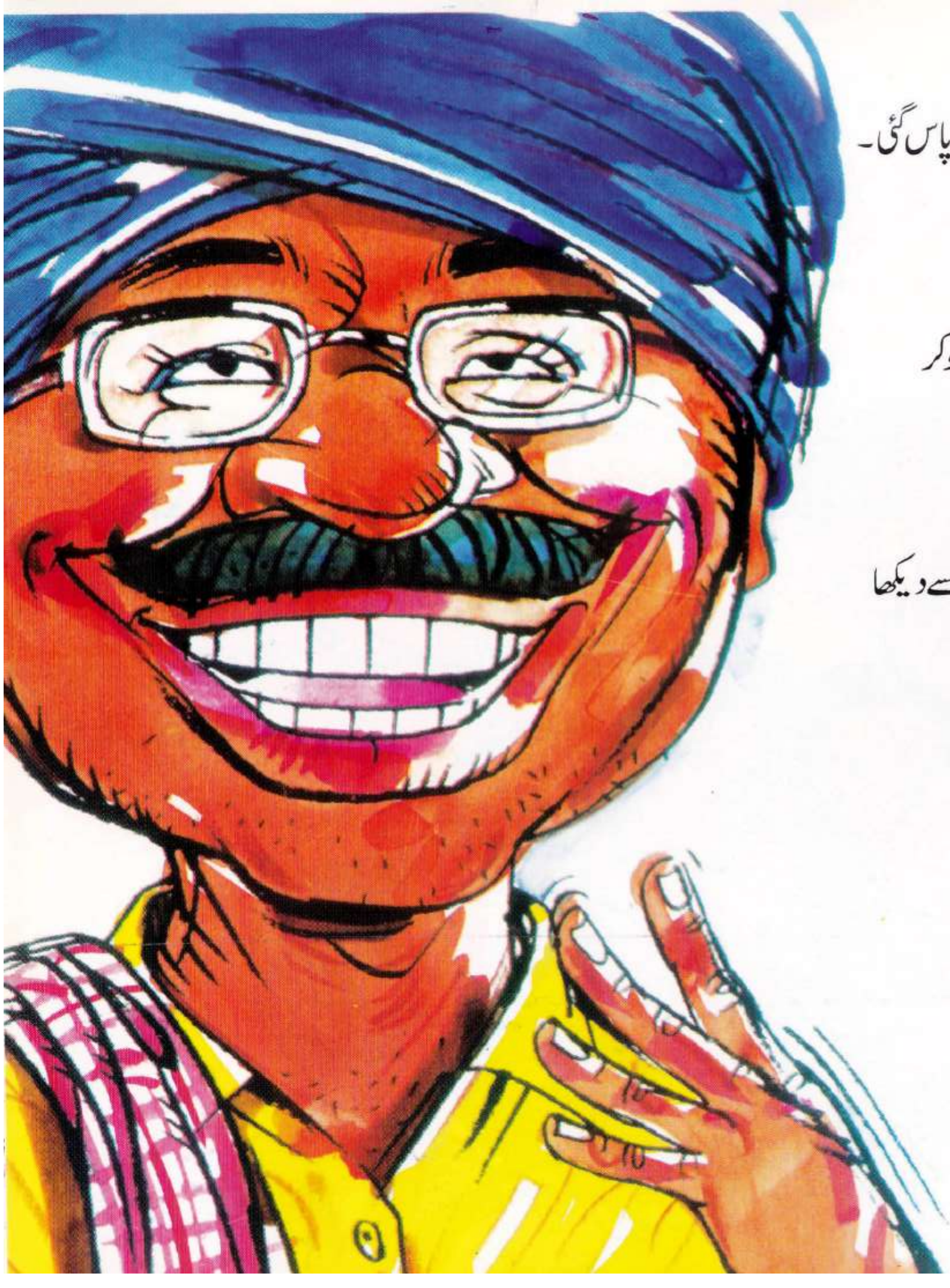

ہیں۔ ایک دن شنکر چاچا پھر ابّا کے پاس آئے تو میں دوڑتی ہوئی ان کے پاس گئی۔

شنکر چاچا — نہرو چاچا نیا ہندوستان کب بنائیں گے —؟

’’نیا ہندوستان تو بن بھی چکا۔‘‘ انہوں نے کہا۔

’’ارے —؟ کب بنا — کہاں ہے وہ —؟ میں نے خوش ہو کر

پوچھا۔‘‘

یہ پنڈت نہرو کا فوٹو دیکھو — اس میں نیا ہندوستان نظر آ رہا

ہے — انہوں نے اپنی فائل کھول کر ایک نیوز پیپر دکھایا۔ میں نے غور سے دیکھا

نہرو چاچا کے سینے پر سرخ گلاب کھلا ہوا تھا اور وہ خود بھی اس پھول کی طرح مسکرا رہے تھے۔

اچھا تو یہی ہے نیا ہندوستان ۔ ایک پھول کی طرح کھلتا ہوا۔ ہنستا ہوا — پھر میں سوچنے لگی اس پھول کو ہنسانے کی خاطر نہرو چاچا نے کتنی محنت کی ہے۔! یہ میں جانتی ہوں۔ ہندوستان کے سب بچے جانتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے سخت زمین کھودی۔ پتھر پھوڑے۔ کانٹے توڑے اور پھولوں کا یہ پودا لگایا ہے —

تبھی تو چاچا نہرو مسکراتے ہوئے اس گلاب کو ہمیشہ اپنے سینے سے لگائے رکھتے ہیں —

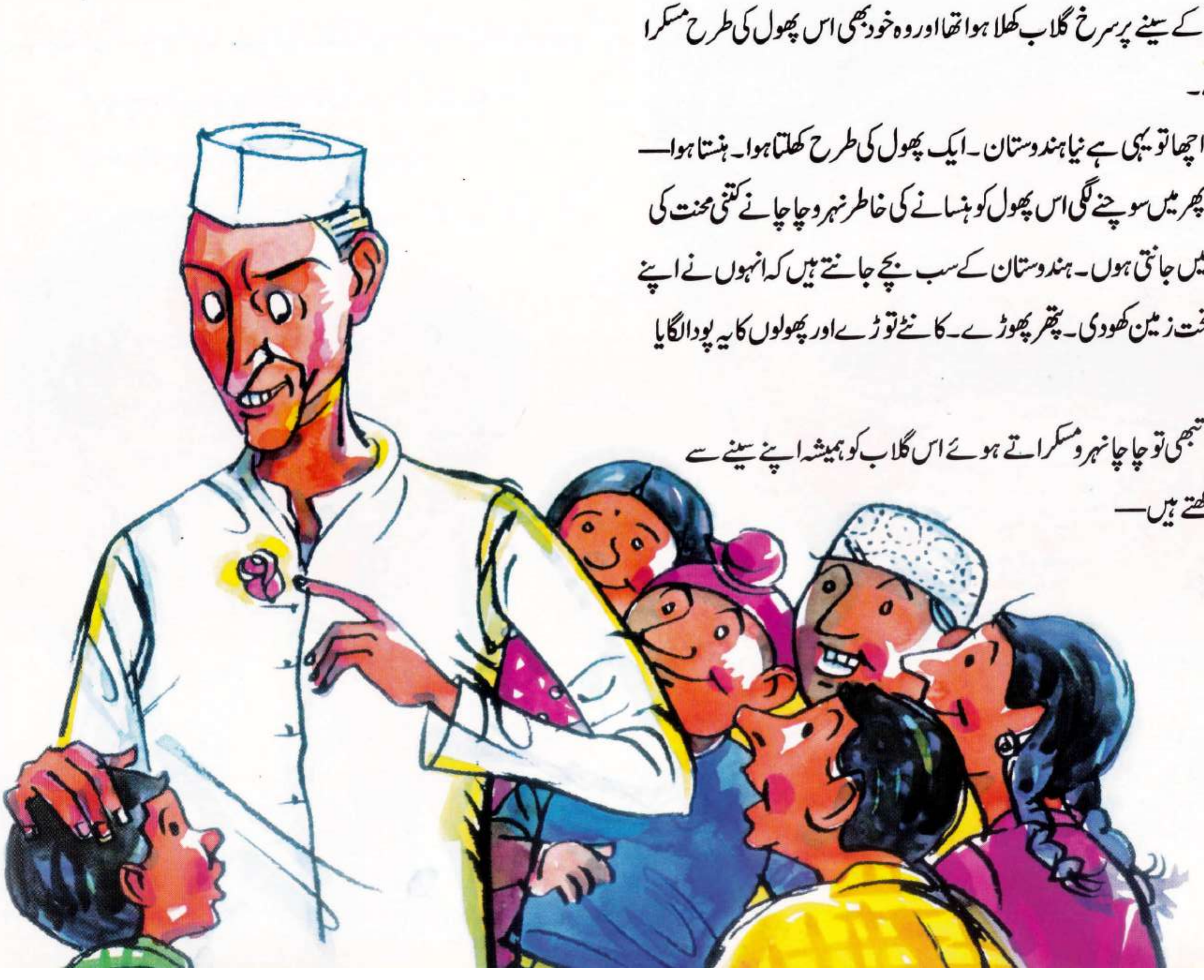

جادو کا پٹارہ

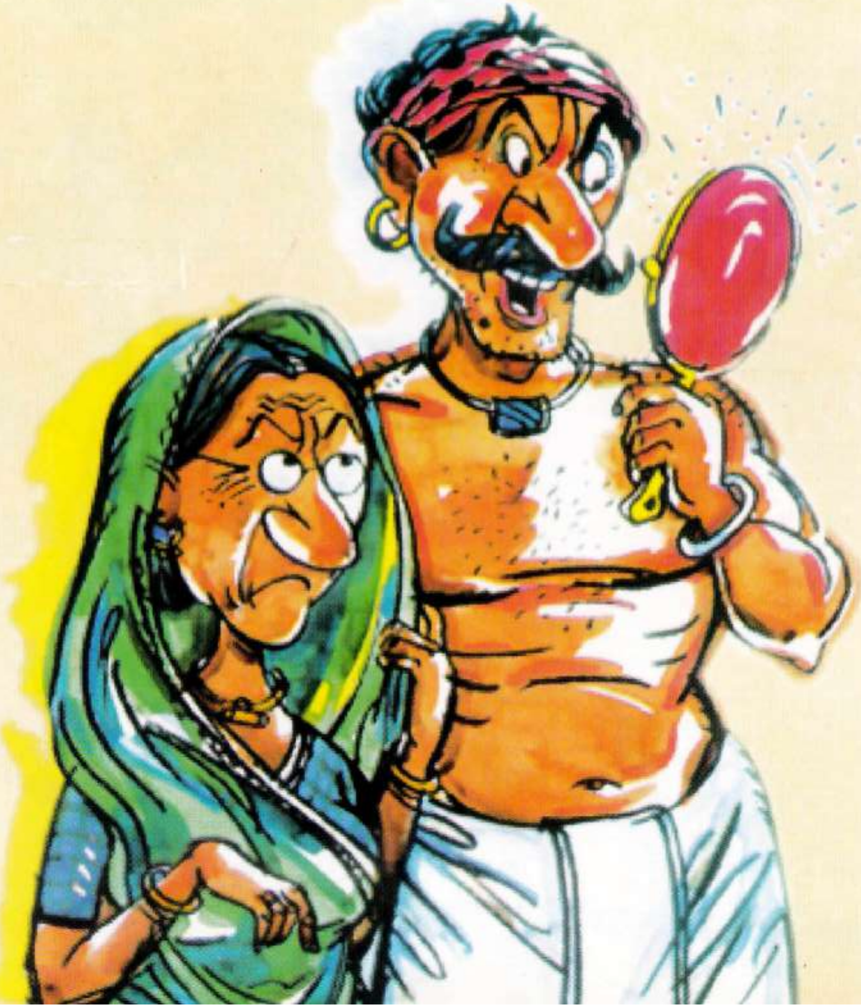

شہر سے بہت دور — اونچی پہاڑیوں کے نیچے — ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ ''احمق پور'' وہاں نہ ریل تھی نہ ٹی۔ وی — بس جاتی تھی نہ لیڈر آتے تھے — اس لیے اس بستی میں سب چین سکون سے رہتے تھے —

گاؤں والے اپنے گاؤں سے کبھی باہر نہیں جاتے تھے — نہ ان کے گاؤں میں کوئی آتا تھا۔

ان کا ایک سردار تھا ''بوجھ بجھکّڑ شاہ'' — وہ گاؤں کا سب سے بہادر، عقلمند اور طاقت ور انسان تھا۔ گاؤں والے اس کی بہت عزت کرتے تھے — اس سے ڈرتے

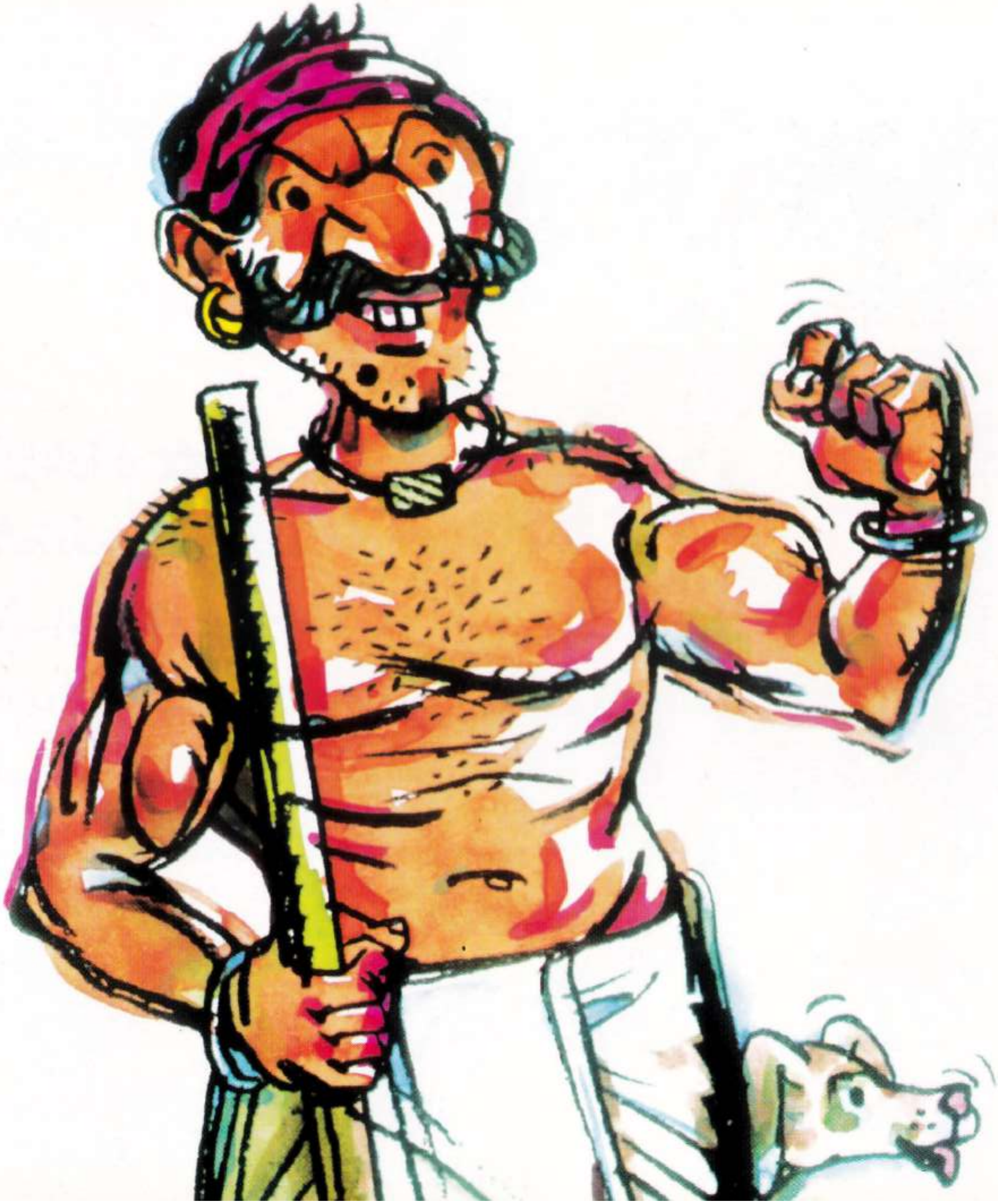

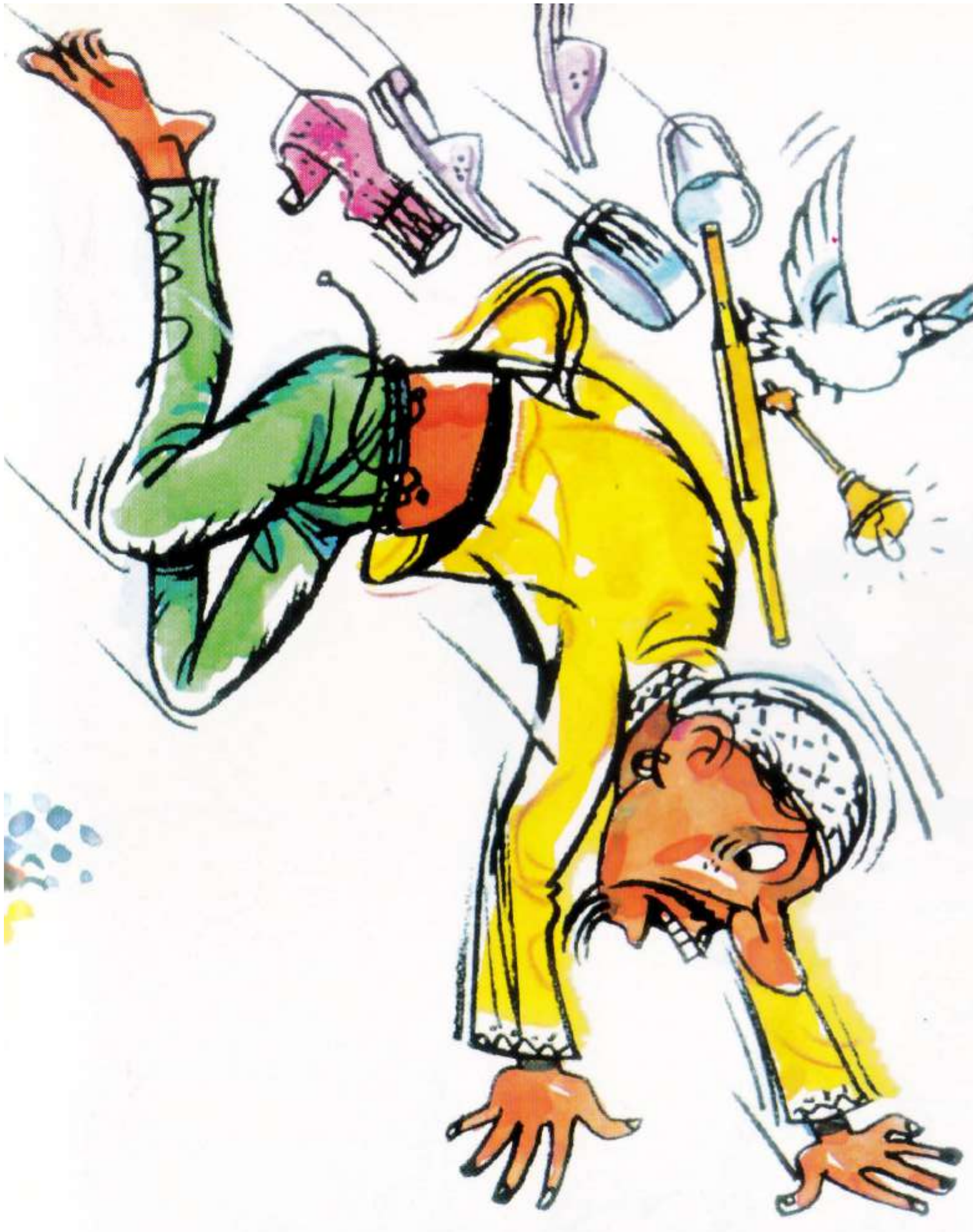

تھے۔ اور اس کا سب حکم مانتے تھے۔

بوجھ بجھکڑ کا یہ حکم تھا کوئی اپنے گاؤں سے باہر نہ جائے۔ کیونکہ شہروں میں جھوٹ، بے ایمانی ہے۔ وہاں چور ڈاکو لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ مار ڈالتے ہیں۔

ایک دن کیا ہوا—

گاؤں میں زور کی آندھی آگئی۔ تیز ہوا میں کپڑے، برتن، اور بچے تو اڑنے لگے مگر اپنے کبوتر کو پکڑنے کی کوشش میں عبدل کو بھی ہوا اڑا کر دور لے گئی اور شہر کے ایک بازار میں لا کر پٹک دیا— عبدل گھبرا گیا— اتنے آدمی— کاریں— سائیکلیں— بازار— وہ جلدی جلدی اپنے گاؤں کی طرف بھاگا۔ اس کے پاس صرف ایک روپیہ تھا۔ اس نے سوچا بیوی کے لیے شہر سے کوئی تحفہ لے جاؤں۔ سامنے کھلونوں

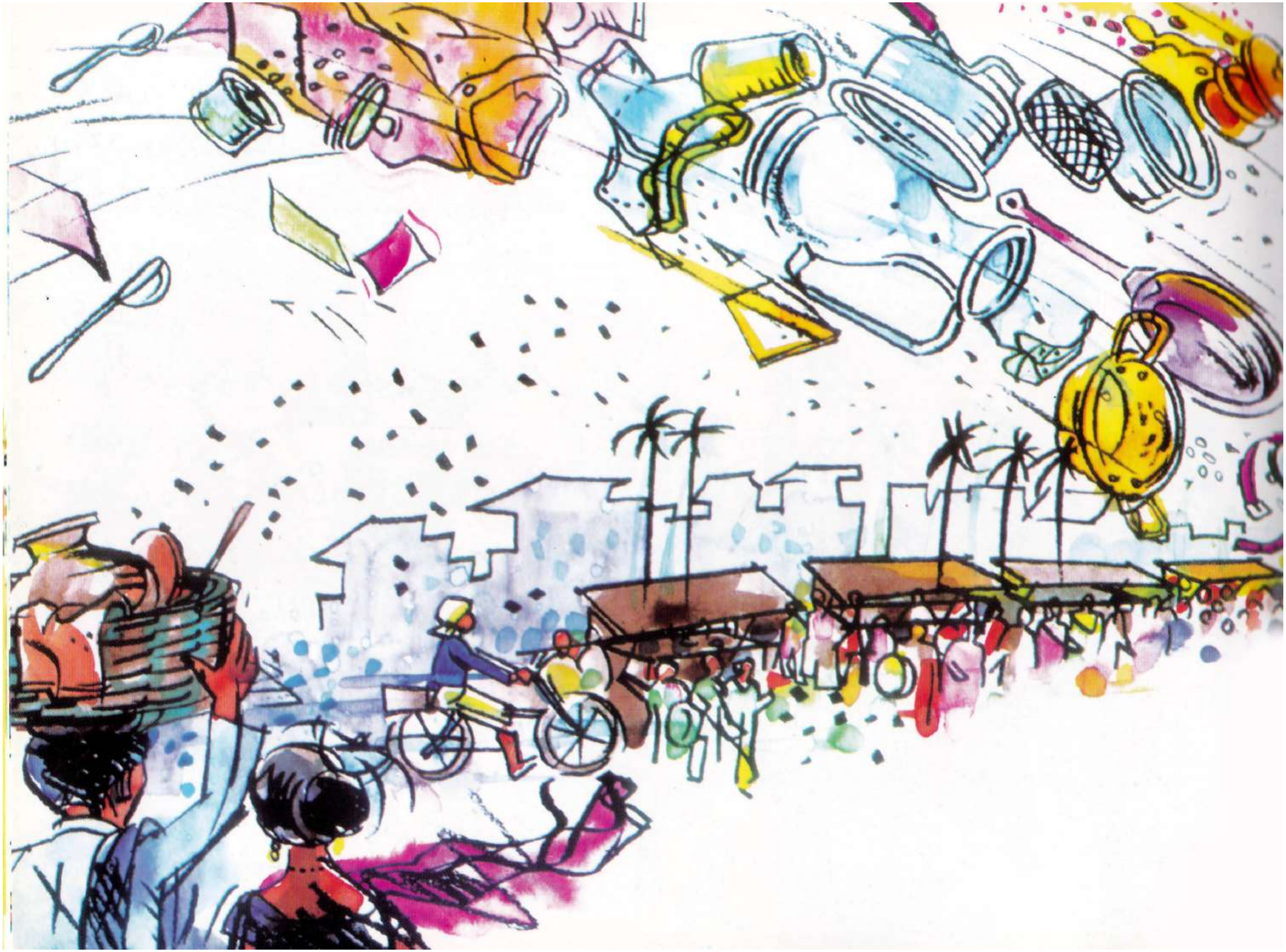

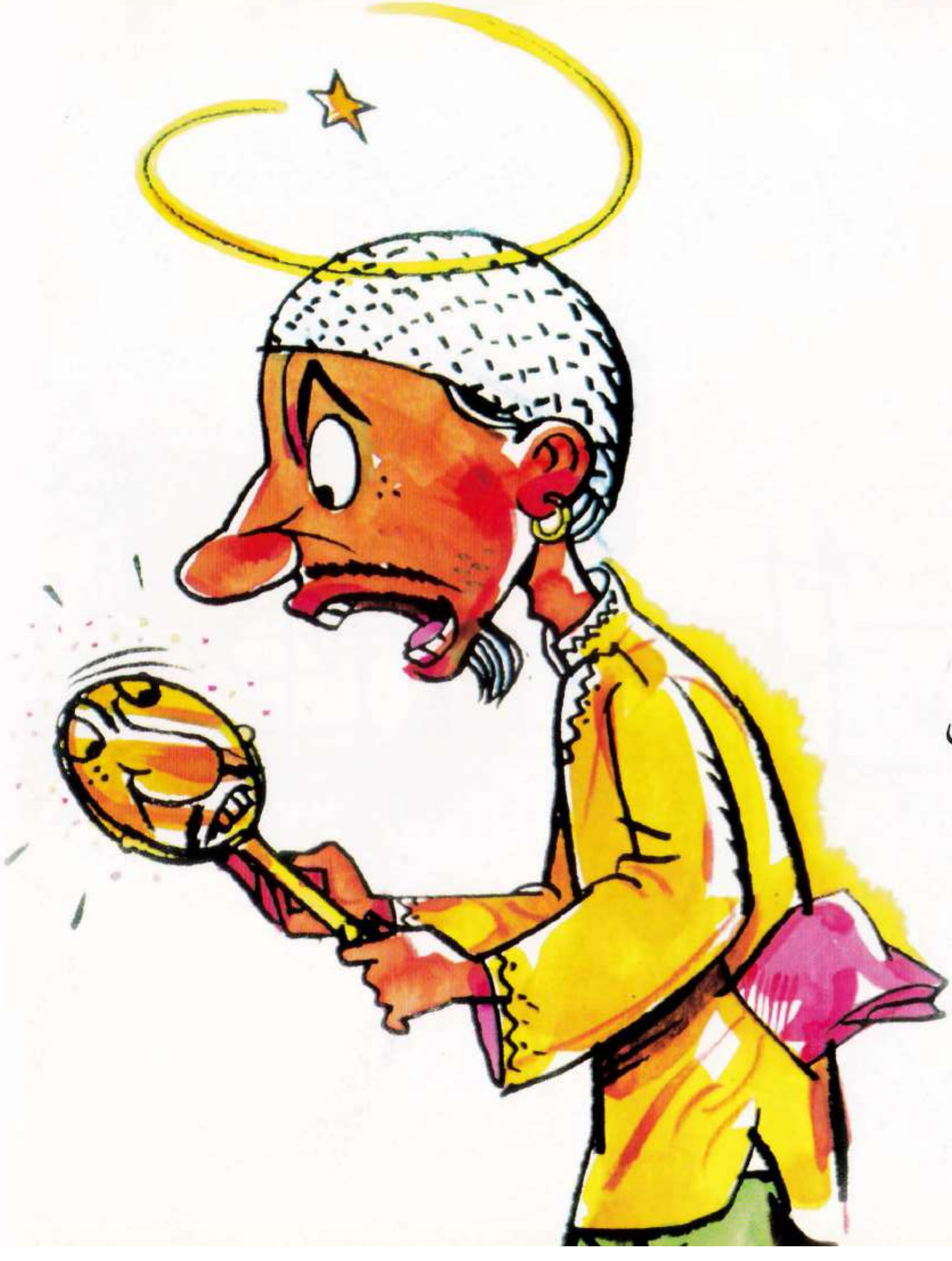

کی دکان تھی — دکان دار سے اس نے کہا — بیوی کے لیے کوئی اچھا سا تحفہ دے دو دکان دار نے ایک پیکٹ میں ڈال کر ایک آئینہ دے دیا۔ عبدل نے پوچھا۔ ''یہ کیا ہے'' دکان دار نے کہا — یہ جادو کا پٹارہ ہے۔ اس میں تماشہ دیکھنا تم۔ عبدل کے گاؤں میں کسی نے آئینہ نہیں دیکھا تھا۔

عبدل نے پیکٹ کھول کر آئینے میں اپنی صورت دیکھی تو ڈر گیا —

یہ کون آدمی ہے — میرے ساتھ شہر سے کیسے آ گیا — اس پیکٹ میں تو سچ مچ جادو کا تماشہ ہے۔ اس میں ایک جن ہے۔ اب میں اس جن سے دوستی کر کے سب کو ڈراؤں گا۔

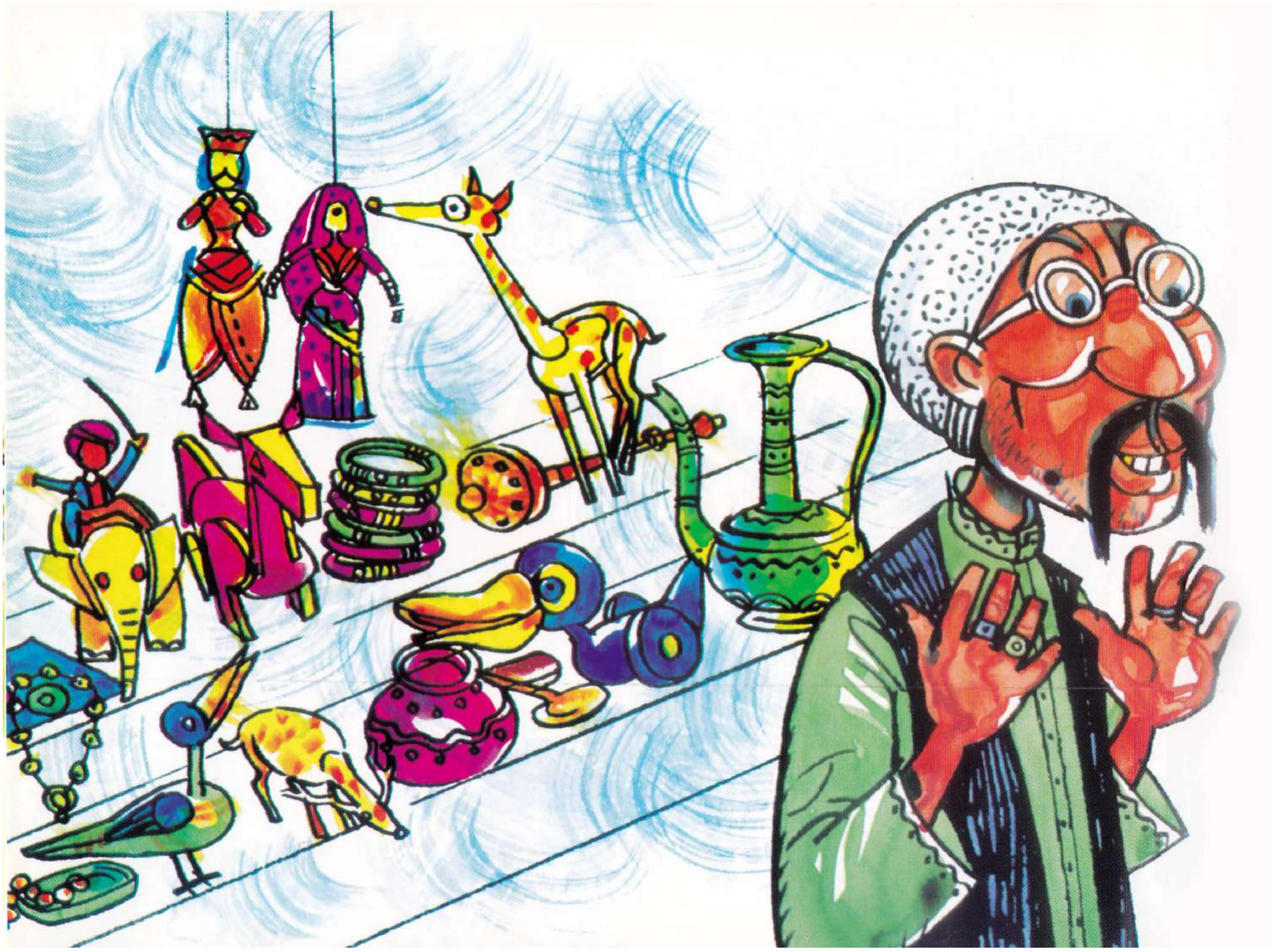

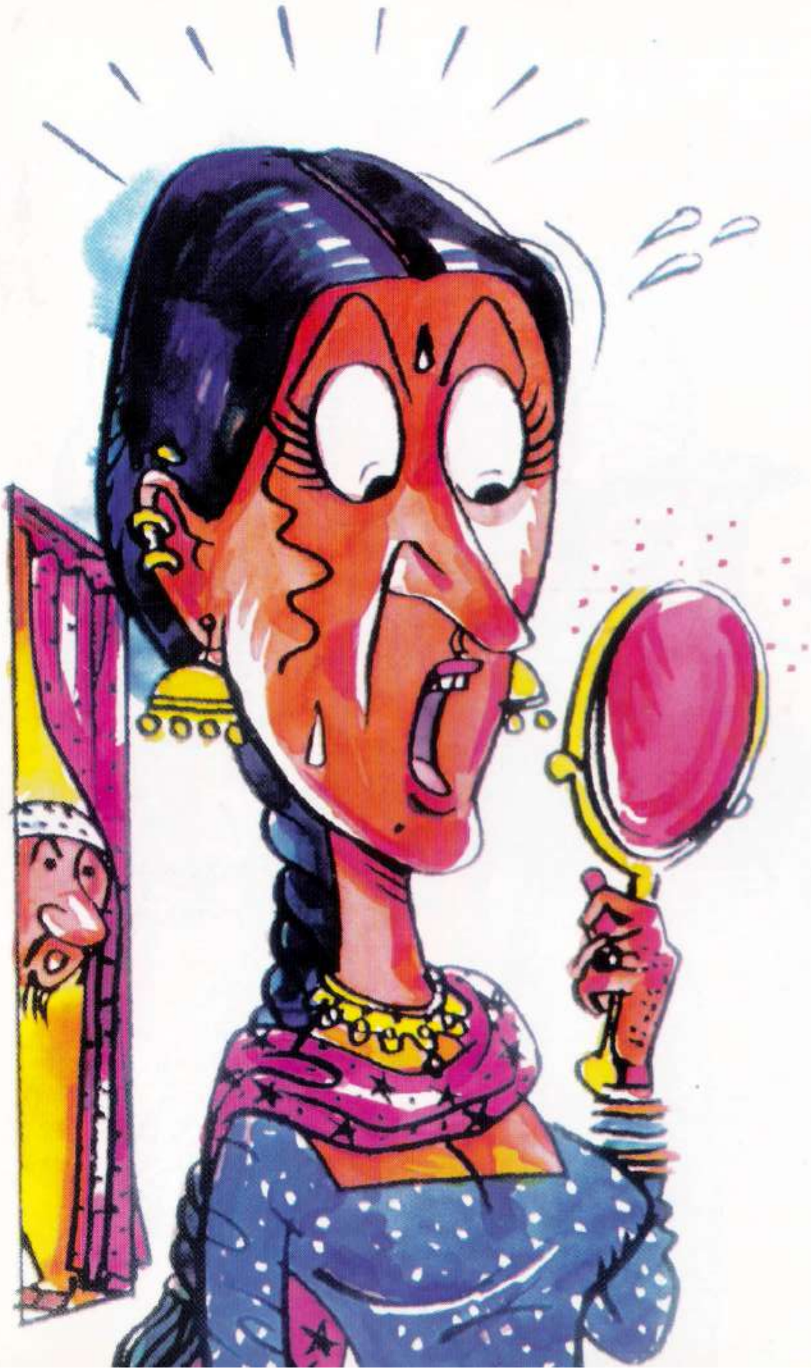

رات کو سونے سے پہلے اس نے تکیے کے نیچے سے نکال کر آئینہ دیکھا تو گھبرا گیا۔

’’ارے یہ تو میرے بستر پر آ گیا۔ اب کیا کروں—‘‘

اس کی بیوی نے پوچھا کیا ہے— تم مجھ سے کیا چھپا رہے ہو—

عبدل نے آئینہ نکال کر بیوی کو دے دیا۔ بیوی نے غور سے دیکھا اور غصّہ سے بولی— ’’اچھا‘‘ تم اتنی خوبصورت عورت کو شہر سے اپنے ساتھ لے آئے ہو— اب میں کیا کروں—

وہ آئینہ لے کر اپنی بوڑھی ساس کے پاس گئی اور بولی۔ ’’اماں! دیکھو— عبدل شہر سے اپنے ساتھ ایک خوبصورت عورت کو لایا ہے۔‘‘

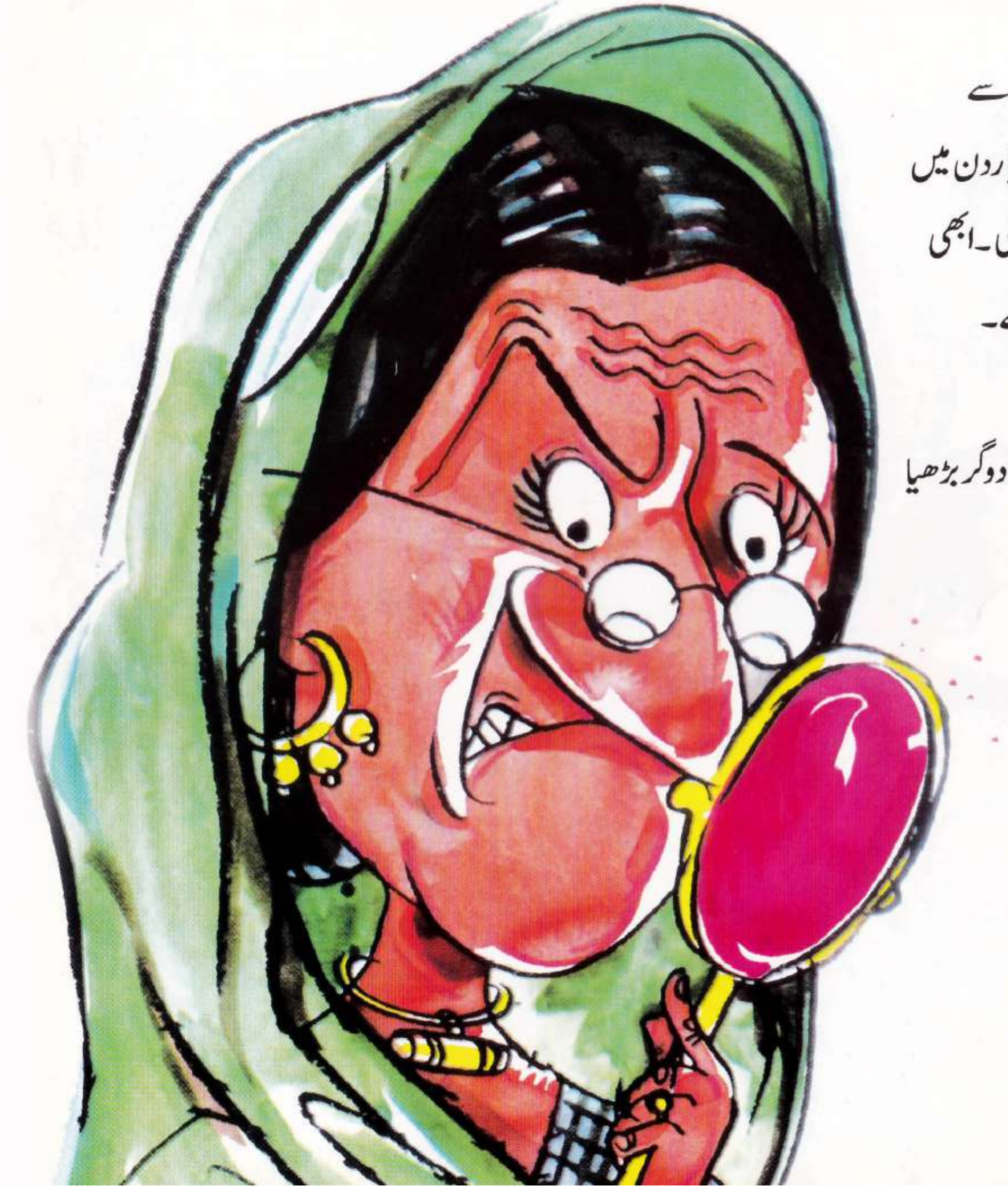

اس کی بوڑھی ساس گھبرا گئی — ہاتھ میں تھام کر آئینہ غور سے دیکھا۔ اور پھر بہو سے بولی۔ ارے نہ۔ یہ تو کوئی بڑھیا ہے۔ دو چار دن میں مر جائے گی۔ مگر میں تو اس بڑھیا کو ابھی اپنے گھر سے نکال دوں گی۔ ابھی بوجھ بجھکڑ کے پاس جاتی ہوں وہ کوئی منتر پڑھ کر اسے بھگا دیں گے۔

وہ آئینہ لے کر بوجھ بجھکڑ کے پاس گئی اور بولی۔

”تم اس جادو کے پٹارے کو دیکھو۔ اس کے اندر ایک جادوگر بڑھیا بیٹھی ہے وہ میرے بیٹے کو مار ڈالے گی۔“

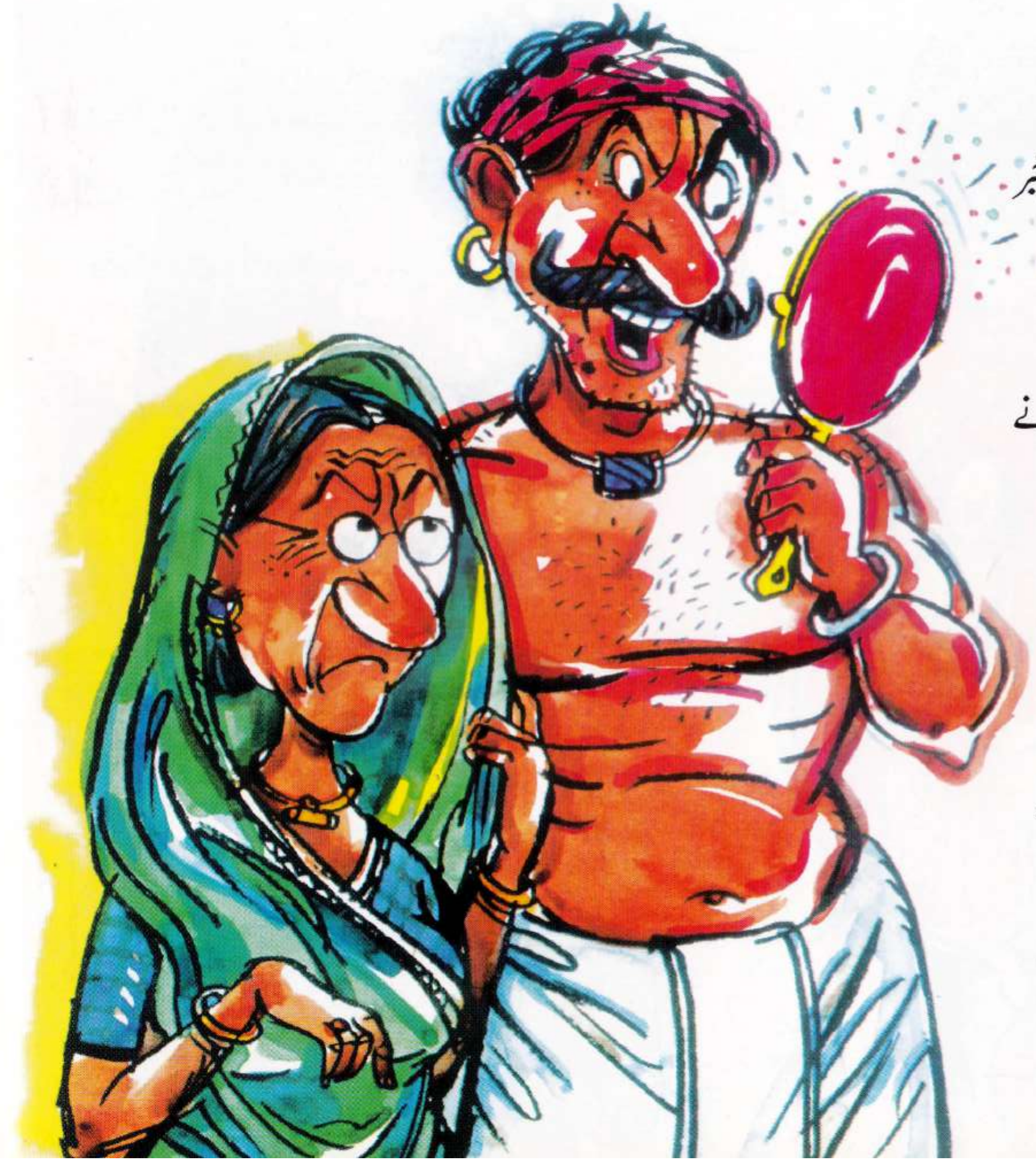

گاؤں میں ایک بھوت آ گیا ہے۔ یہ سن کر سب گاؤں والے گھبرا گئے۔

گاؤں کے سب سے بہادر ''موٹو'' پہلوان نے جب یہ خبر سنی تو سینہ تان کر زور سے چلّایا— ''کہاں ہے وہ بھوت۔ ابھی اسے ختم کر ڈالوں گا۔

عبدل نے پیکٹ کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے غور سے دیکھا اور ڈر کے مارے پیچھے ہٹ گیا—

وہ تو کوئی طاقت ور پہلوان ہے۔ میں اس سے لڑنے جاؤں گا تو مجھے ہرا دے گا وہ۔''

پہلوان نے آئینہ پلٹ کر رکھ دیا اور بولا—

''وہ میری صورت دیکھ کر ڈر گیا۔ چلا گیا۔ اب ہمارے گاؤں میں نہیں آئے گا!

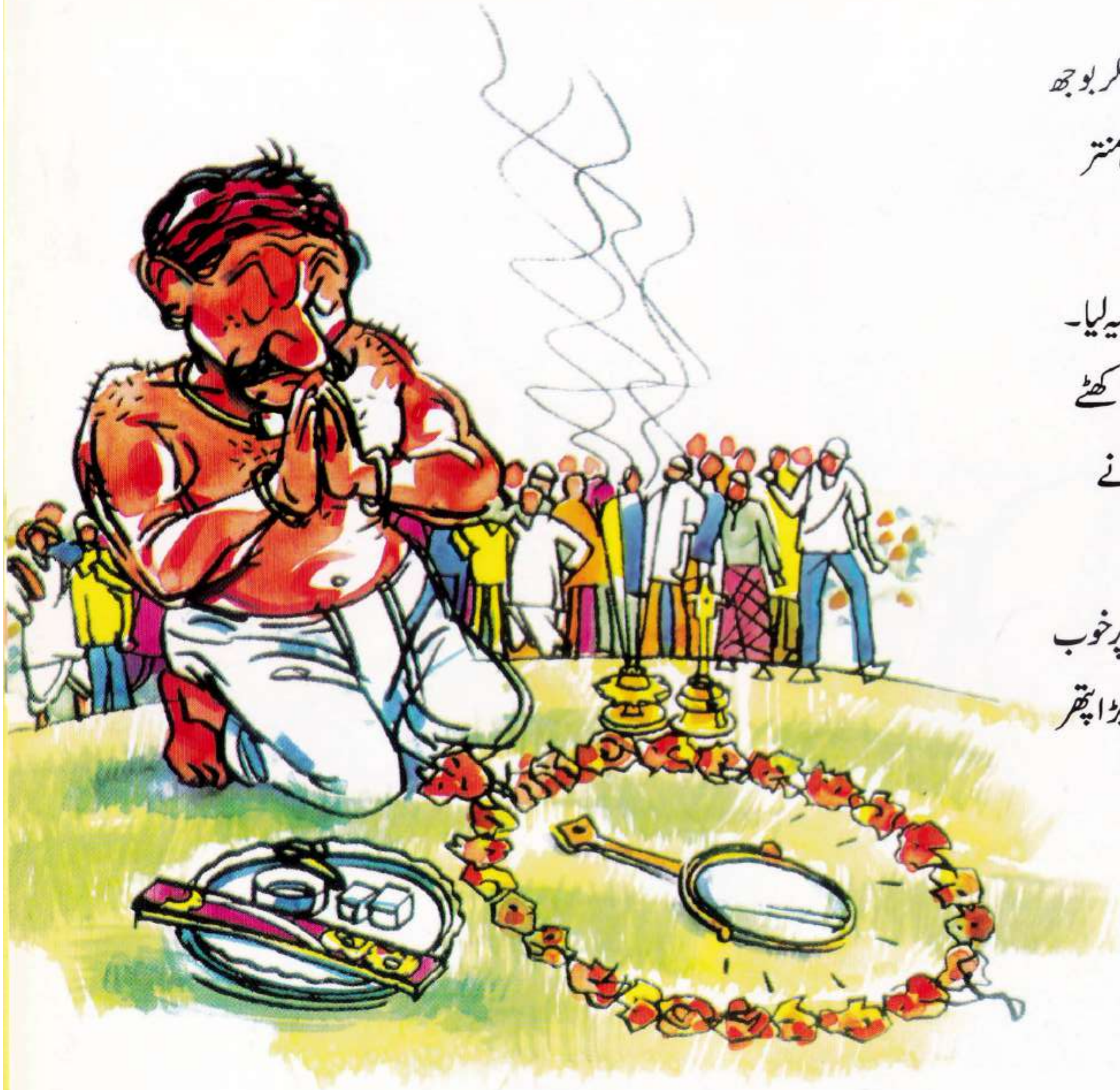

چلا گیا — سب گاؤں والے خوشی سے چلاّئے۔ مگر بوجھ بجھکڑ نے کہا وہ پھر ہمارے گاؤں میں آ جائے گا۔ میں اب منتر پڑھ کر اسے ختم کر دوں گا۔

اس نے سارے گاؤں والوں سے ایک ایک روپیہ لیا۔ مٹھائی، عود، اور پھول منگوائے — پورے گاؤں کے لوگ اکھٹے ہو گئے۔ بھوت کو ڈرانے کے لیے زور زور سے ڈھول بجانے لگے۔

بوجھ بجھکڑ نے بھوت کو ڈرانے کے لیے اپنے منہ پر خوب کالک ملی۔ رنگ تھوپ لیا۔ زور زور سے منتر پڑھا اور ایک بڑا پتھر

اٹھا کر آئینہ پر مارا۔

آئینہ ٹوٹ گیا شیشے کے ٹکڑے اچھل کر بوجھ بجھکڑ کے منہ پر اور سر پر لگے۔ بوجھ بجھکڑ زخموں سے نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑے —

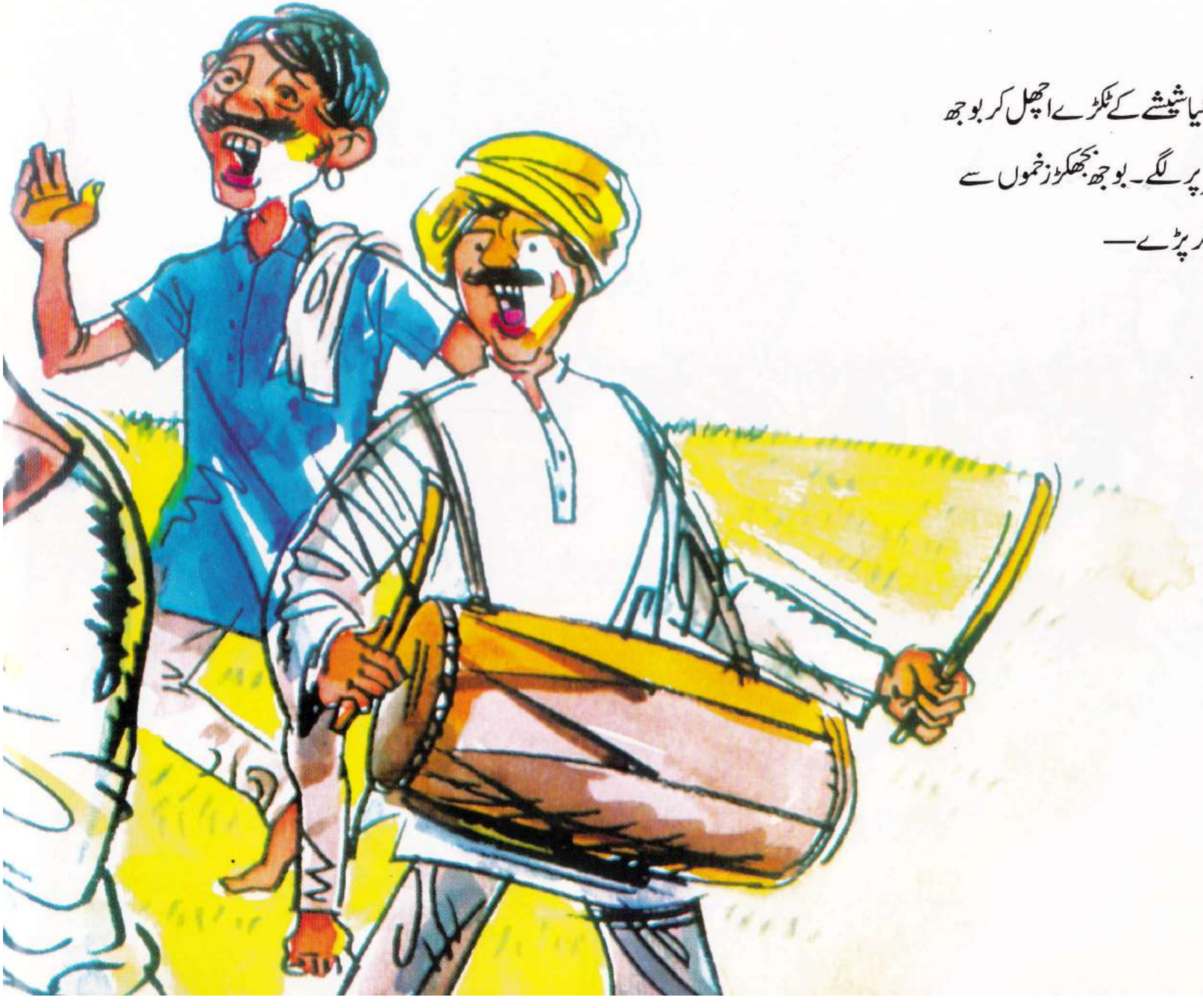

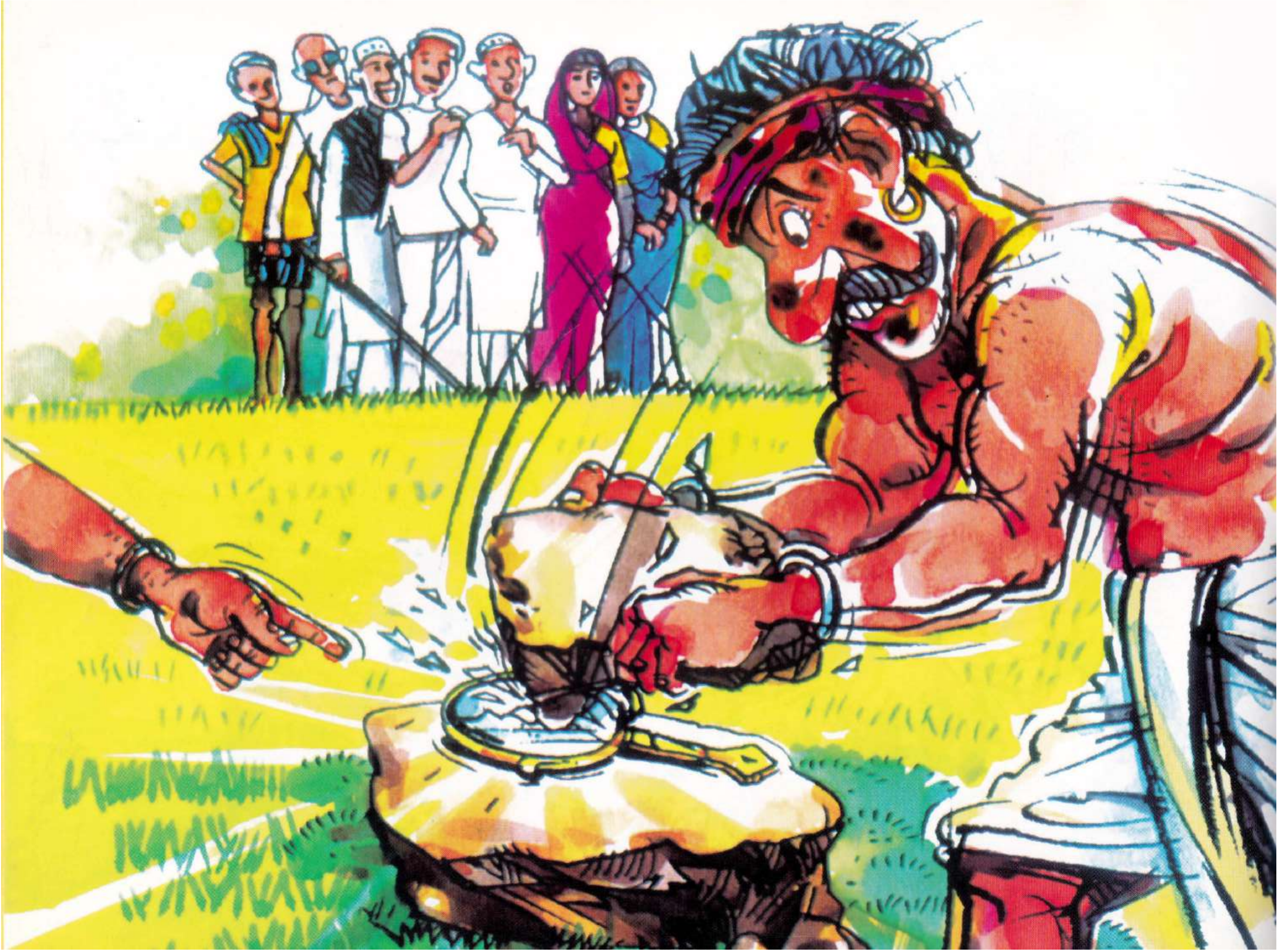

''ارے —؟ اس شیطان نے تو بوجھ بجھکڑ کی جان لے لی۔

(سب گاؤں والے رونے لگے۔)

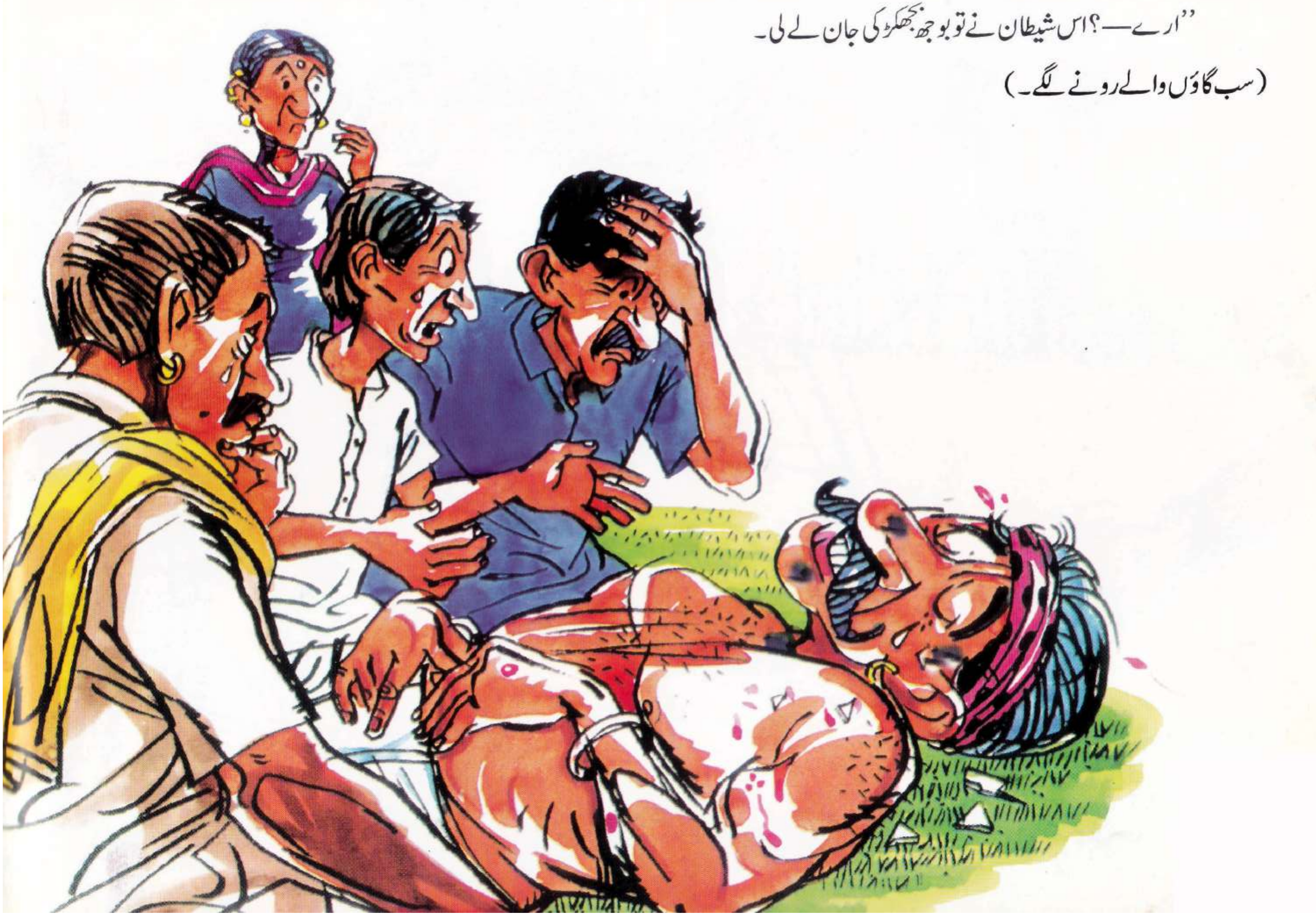

قیمت: 45.00
ISBN 812375163-X
9788123751634
12131615

एकः सूते सकलम्
NBT INDIA

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا